facebook.com/madrasatulqaaim
+923332136992
MADRASA-TUL-QAAIM (A.S.)
مدرسۃ القائمؑ
تربیتِ اولاد کے سُنہری اصول
بارِ الہا۔! اپنے بچوں کو تربیت دینے، ادب سے آراستہ کرنے
اور نیکیوں سے سجانے میں تو میری مدد فرما۔۔ (صحیفۂ سجادیہؑ)
جمع و ترتیب
سیّد عابد حسین زیدی
پیغام وحدتِ اسلامی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیتِ اولاد کے سُنہری اصول

جمع و ترتیب

سیّد عابد حسین زیدی

شناخت

نامِ کتاب : تربیتِ اولاد کے سُنہری اصول

جمع وترتیب : سیّد عابد حسین زیدی

کمپوزنگ : سیّد شاہ زیب علی رضوی

پروف ریڈنگ : سیّد دانش حسن رضوی ، سیّد محمد علی زیدی (ذیشان)

ٹائٹل وکتابت : سیّد وصی امام ، سیّد محمد علی زیدی (ذیشان)

مطبع : الباسط پرنٹرز 6606211 - 6070500

تعداد : ایک ہزار

طبع اوّل : جولائی ۲۰۱۱ء

مدرسۃ القائم علیہ السلام

A-46 بلاک 20، سادات کالونی، فیڈرل بی ایریا، کراچی

فون: 021-6366644, 0334-3102169, 0333-2136992

ویب سائٹ: www.al-qaaim.com ای میل: info@al-qaaim.com

madrasatulqaaim@hotmail.com

www.youtube.com/zeezaidi
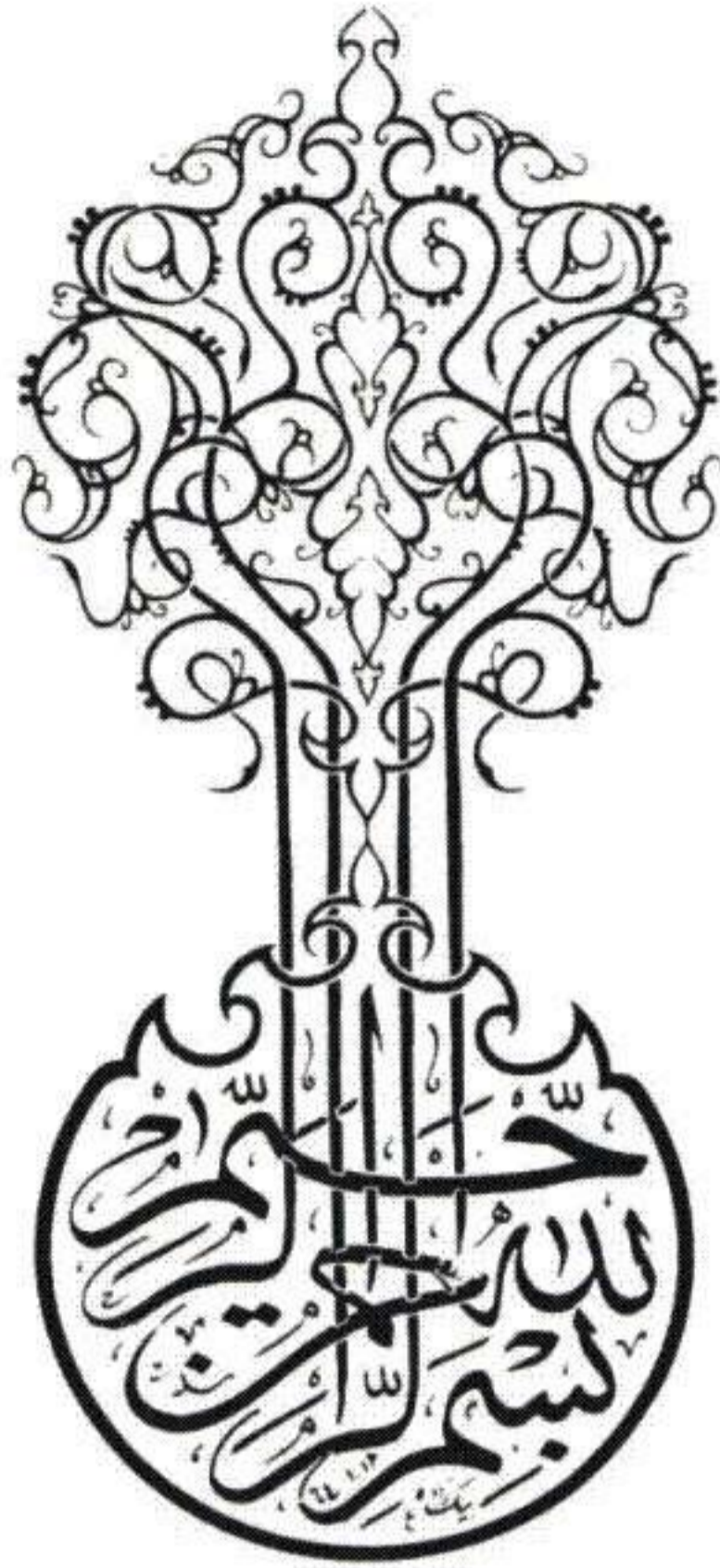
حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اپنی اولاد کا احترام کرو، اُنہیں اچھی تربیت دو

تاکہ اللہ تمہیں بخش دے۔۔ (کتاب: مکارم الاخلاق)

فہرست

امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے فرمایا
تم اپنے ماں باپ کے ساتھ سعادت مندی سے
پیش آنے کی ریت ڈالو۔ تمہاری اولاد تمہارے
واسطے فرماں برداری کا مظاہرہ کرتی رہے گی۔۔
(بحار الانوار۔ جلد ۱۷)

اولاد کی تربیت کیوں ضروری ہے؟

کیونکہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

''اپنی اولاد کی تربیت کرو یقیناً تم سے اُن کے بارے میں سوال کیا جائے گا''۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ:

''بُری اولاد ماں باپ کی آبرو گنوا دیتی ہے اور وارثوں کو رُسوا کر دیتی ہے''۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ:

''کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے تمہارا خاندان اور رشتہ دار بدبخت ترین لوگوں میں سے ہو جائیں''۔

آگ سے بچاؤ

لہٰذا ضروری ہے کہ والدین اپنی اولاد کو اسطرح برائیوں سے بچائیں جس طرح قرآن نے مثال بیان کی ہے:

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ قُوْ آ اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا

'' اے ایمان لانے والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ '' (سورۂ تحریم...... آیت نمبر ۶)

یعنی صرف یہ اہتمام نہ ہو کہ خود ہی آگ سے بچ کر بیٹھ گئے۔ خود صفِ اوّل کے نمازی بن گئے، روزہ دار بن گئے، نیک اعمال اور خیرات و صدقات پر خوب پیسہ بہایا، مستحبات پر بھی عمل ہوتا رہا مگر بیوی بچے اور رشتہ داروں کو دیکھا جائے تو زمین و آسمان کا فرق ہے، اِن کا رُخ مشرق کی طرف ہے تو وہ مغرب کی طرف ہیں، یہ روحانیت کے مسافر ہیں تو وہ گناہوں کے سیلاب میں بہہ رہے ہیں، گھر والوں اور اولاد کو نظر انداز کر کے نجات نہیں ہو سکتی۔

ایسے نیک لوگ کہتے ہیں کہ بھئی کیا کریں؟ بیوی و اولاد سُنتے ہی نہیں ہم کیا کریں؟ مجبور ہیں۔
اِس بات کا جواب بھی خدا نے اُسی آیت میں آگ کے لفظ کو استعمال کر کے دے دیا، کہ گھر والے آگ میں جل رہے ہوں تو اُنہیں کس طرح بچایا جاتا ہے۔اب اگر اولاد جس رستے پر چل رہی ہے اور اُس کا نتیجہ آگ ہی میں جلنا ہے تو اب کیا کریں گے؟

کیا فقط نصیحت ہی کریں گے آپ۔؟

کہ بیٹا آگ میں مت جاؤ بُری بات ہے، جل جاؤ گے۔

اور وہ ناسمجھ و نادان اُسی طرف چل کر جائیں تو کیا والدین بری الذمہ ہو جائیں گے، کہ بھئی ہم نے تو سمجھا دیا تھا وہ خود ہی آگ میں کود گئے تو میں کیا کروں؟

اگر حقیقی محبت کرنے والے ماں باپ ہوں گے تو اُن کی نیندیں حرام ہو جائیں گی۔ جب تک اُولاد کو آگ سے دور نہ کریں گے تب تک اُنہیں چین نہ آئے گا۔تو جب دنیاوی آگ سے بچانے کے لئے ماں باپ کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور ہر اقدام کر جاتے ہیں تو جہنم کی آگ کے خطرناک ہونے کی تو کوئی حدو انتہا نہیں ہے اُس کے بارے میں فقط زبانی جمع خرچ کی حد تک کیوں محدود رہ جاتے ہیں؟

فقط زبانی نصیحت کافی نہیں

لہٰذا فقط یہ سمجھنا کہ ہم نے اُنہیں زبانی طور پر سمجھا کر فرض ادا کر دیا ہے یہ بات اِتنی قابلِ قبول نہیں ہے۔تمام وسائل وطریقے اختیار کرنا ہوں گے، علماء سے حل دریافت کرنا ہوگا، دوست احباب و رشتہ داروں سے مدد مانگی جائے گی اور کوئی دقیقہ چھوڑا نہ جائے گا تب یہ کہا جائے گا کہ آپ نے اُنہیں آگ سے بچانے کا اہتمام کیا ہے۔

اولاد کب بدنصیب ہو جاتی ہے۔؟

حرام کی کمائیاں کھلا کر ایسی بدنصیب اولاد تیار ہو جاتی ہے جو کبھی اپنے امامِ وقت کے ساتھ مقابلے پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ غیر صالح اور بے تربیت اولاد کبھی ایسی بدنصیب بھی بن جاتی ہے۔

مولا علیؑ جب جنگِ جمل میں فتحیاب ہو چکے تو دشمنوں کی لاشوں کے درمیان آئے اور اُنہیں دیکھ کر زاروقطار رونے لگے۔ تاریخِ بشریت میں آج تک کسی فاتح کو مفتوح کے لئے ایسے روتے نہیں دیکھا گیا۔ آپ سے جب رونے کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا:

''اِن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا، نمازیں پڑھتے تھے، روزہ رکھتے تھے اور عبادت کرتے تھے، انہیں تو جنت میں جانا چاہئیے تھا، مجھے اِس بات پر دکھ ہو رہا ہے کہ یہ امامِ حق کے خلاف جنگ کے لئے اُٹھے، خواہشاتِ نفس کی پیروی کی اور خود کو دائمی عذاب میں مبتلا کر لیا''۔

گویا باپ اگر اُنہیں رزقِ حرام نہ کھلاتے اور مائیں اُنہیں دودھ میں محبتِ اہلِ بیتؑ منتقل کرتیں تو آج اُن کا یہ انجام نہ ہوتا۔

اولاد ایک آزمائش ہے

یاد رکھیئے ! یہ اولاد آپ کے لئے آزمائش ہے۔ سورۂ انفال آیت 28 میں ارشاد ہوا ہے کہ:

وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

'' جان لو کہ تمہارا مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں''

پھر سورۂ تغابن آیت نمبر ۱۴ میں فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ

''بیشک تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں تو تم ان سے ہوشیار رہو''

یہ اُسی وقت دشمن بنتے ہیں جب اُن کی صحیح تربیت نہ ہو۔ ورنہ تربیت یافتہ اولاد کو تو سورۂ فرقان آیت نمبر 74 میں آنکھوں کی ٹھنڈک کہا گیا ہے۔ بعض دیندار و متقی افراد بھی اس تربیتِ اولاد کے علم سے ناواقفیت کی بناء پر اولاد کو برباد کر دیتے ہیں۔

صالح اولاد ہی صدقۂ جاریہ بنا کرتی ہے

علماء فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہی شخص ہوگا جس کے اہل وعیال دین سے جاہل و غافل ہوں۔ باپ ایڑی چوٹی کا پسینہ بہا کر اور پیسہ کمانے کی مشین بن کر کیا کرے گا؟ اگر وہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت ہی نہ کر سکے اور اولاد جہنمی ہو جائے تو اس کمائی کا کیا فائدہ؟

کُھلّم کھلاّ نقصان

وہ لااُبالی والدین جو اپنی اولاد کی تربیت پر آج اپنے وقت کو صرف نہیں کر رہے اُن کے بچے بھی کل اُن کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے اور اُن کے بڑھاپے کے وقت اُن کی اولاد اُن کو وقت نہ دے گی۔ بے تربیت اولاد کے نقصان کی طرف سورۂ زمر کی آیت 15 میں کہا گیا:

''اے رسولؐ۔! کہہ دو کہ بے شک قیامت کے دن نقصان اُٹھانے والا وہ شخص ہے جس نے اپنا اور اپنے بال بچوں کا نقصان کیا۔ آگاہ رہو کہ کُھلّم کُھلاّ نقصان یہی ہے کہ اُن کے اُوپر بھی آگ کے اُوڑھنے ہوں گے اور اُن کے نیچے بھی آگ کے بچھونے ہوں گے''۔

روایات میں ہے کہ:

''خدا ایسے ماں باپ پر لعنت کرے جو بچے کے عاق ہونے کا سبب بنیں''۔

بے تربیت جھگڑالو اور بے ادب اولاد والدین کو اذیت دینے کی وجہ سے جہنمی بنے اور والدین اُن کی تربیت نہ کر کے جہنمی بنیں۔

آپ خود نماز و روزے کے پابند تھے مگر اپنی بالغہ 9 ، 10 سال کی بچی کو پردہ کرنے سے

روکتے رہے، اُس کو پردہ کا عادی نہ بنایا اور وہ ساری زندگی ماں باپ کی وجہ سے بے پردہ رہی مفاسد میں گرفتار رہی، اُس کی بداعمالیوں کی بنا پر مستحقِ عذاب ہونے کا شدید خطرہ ہوگا۔

اولاد کی بددعا

قیامت میں یہ بے تربیت اولاد والدین کو بدُ عادے گی اور کہے گی لَا جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْراً ''خدا تمہیں جزائے خیر نہ دے'' تم نے ہماری تربیت نہ کی کیونکہ اگر والدین نے اولاد کی صحیح تربیت کی ہوتی تو آج یہ اولاد اُن کے لئے ثوابِ جاریہ کا باعث ہوتی اور عذابوں سے بچانے کا سبب بنتی۔

ثوابِ جاریہ

روایات میں بیان ہوا ہے کہ:

حضرت عیسیٰؑ ایک قبر کے پاس سے گذرے جس کے مُردے پر عذاب ہو رہا تھا، دوسرے سال پھر اُسی قبر کے پاس سے گذرے تو دیکھا کہ مردہ نجات پا چکا تھا۔ آپ نے خدا سے اِسکا سبب دریافت کیا، تو وحی نازل ہوئی کہ:

''اِس کا بیٹا نیک ہے، اُس نے اپنا رویہ صحیح کر لیا ہے اور ایک یتیم کو پناہ دی ہے، چنانچہ اس کے بیٹے کے عمل کی خاطر ہم نے اِسے معاف کر دیا ہے''۔ (وسائل الشیعہ جلد 16)

لٰہذا تربیت یافتہ اولاد کا صرف دنیا ہی میں فائدہ نہیں ہے بلکہ برزخ اور قیامت میں بھی فائدہ ہے۔ کوشش کریں کہ اِس نفع بخش تجارت سے غافل نہ رہیں۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ:

''جب حضرت یوسفؑ نے اپنے مادری بھائی کو دیکھا تو پوچھا کہ میرے بعد تم نے کس طرح شادی کی؟ اُنہوں نے کہا: والد نے شادی کا حکم دیا تھا۔ اور پھر فرمایا تھا: ''اگر تم ایسا بیٹا پیدا کرو جو خدا کی تسبیح سے زمین کی پیٹھ بوجھل کرے تو اس کام کو انجام دو''۔ (وسائل الشیعہ جلد 21)

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ:

''مسلمان بچے قیامت میں شفاعت کریں گے اور اُن کی شفاعت قبول کی جائے گی''۔

(بحارالانوار جلد 20)

رسولِ خدا بھی فرماتے ہیں کہ:

''نیک بیٹا (اولاد) جنت کے پھولوں میں سے ایک ہے''۔

(وسائل الشیعہ جلد 21)

تہران میں ایک نہر کھودی گئی اس کے کھودنے والے کا نام حاجی علی رضا تھا۔ سینکڑوں سال سے لوگ اُس نہر سے سیراب ہو رہے ہیں۔ ایک عالم نے ایک دفعہ حاجی علی رضا کو خواب میں اُس نہر کے کنارے کھڑے دیکھا۔ اُس نے کہا: ''یہ باغ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے اور یہ نہر بھی جنت کی ہے یہ دونوں مجھے اس نہر کے کھودنے کے بدلے عطا ہوئے ہیں مگر مجھے حسرت ہے کہ کاش میرے یہاں کوئی اولاد ہوتی جو ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر مرجاتی تو اس وحدانیت کے اقرار سے مجھے عظیم ثواب ملتا''۔

امام حسینؑ بھی اپنے ششماہے علی اصغر کو شہادت کے بعد جب خیمے میں واپس لائے تو اُسے اپنی بہن زینبؑ کی گود میں دے دیا اور خاک پر بیٹھ کر کہا:

''اے پروردگار! اس ششماہے شہید کو روزِ آخرت کے لئے ذخیرہ قرار دے''۔

جب اِس دنیا سے اتنی جلد چلے جانے والے کی اِسقدر قدر و منزلت ہے تو ایک عام مومن کے لئے اپنے بچوں کو پال پوس کر بڑا کر کے نیک و صالح بنا کر معاشرے میں ایک بہترین مومن کی فراہمی بھی قدر و منزلت کی حامل ہے۔ بیٹا ہو یا بیٹی اس میں کوئی فرق نہیں مقصد نیک و صالح اولاد ہے۔

کیا حضرت مریمؑ ، حضرت خدیجہؑ ، حضرت آسیہؑ ، حضرت فاطمہ زہراؑ ، اور زینب کبریٰؑ اپنے والدین کے لئے باقیات الصالحات نہیں ہیں۔؟

بیٹیوں کیلئے دعا کریں

اگر کسی کے یہاں بیٹی نہیں ہے تو وہ خدا کی بارگاہ میں گڑگڑا کر بیٹی کے لئے دُعا کرے۔
حضرت ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ و اسحقؑ جیسے بیٹوں کے ہوتے ہوئے خدا سے بیٹی کی دُعا کی تھی۔لڑکی کا باپ ہونا اس لئے بھی باعثِ فخر ہے کہ رسولِؐ خدا بھی بیٹی کے باپ تھے دنیا میں لڑکی کے پیدا ہونے سے رسولِؐ اکرم سے مشابہت ہو جائے تو واقعاً بڑے فخر کی بات ہے۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ:

''اگر کسی کی کوئی بیٹی نہ ہو لیکن وہ بہن والا ہو تو بھی اس پر رحمتِ خداوندی کا دروازہ کھل جاتا ہے''۔

رسولِؐ خدا فرماتے ہیں:

''لڑکیاں کتنی اچھی ہوتی ہیں، مہربان، نرم مزاج، مددگار، کام کے لئے تیار، انسان کی انیس، بابرکت اور پاکیزگی کو دوست رکھنے والیاں''۔ (وسائل الشیعہ جلد 21)

لیکن یہ صفات اُس وقت اولاد میں پیدا ہوتی ہیں جب ان کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔

اِس سے بڑھ کر اولاد کو ضائع کرنا کیا ہوگا کہ اُن کے دلوں میں انحراف اور گمراہی پیدا ہو جائے وہ سیدھے راستے سے بھٹک جائیں!

اِس سے بڑھ کر بربادی کیا ہوگی کہ وہ اسلام کی مخالفت شروع کر دیں!

اِس سے بڑھ کر نقصان کیا ہوگا کہ اُن کی عقلیں، اخلاق، کردار اور دین برباد ہو جائیں اور وہ ایک بے جان لکڑی کی مانند زندگی گذاریں جن کا نہ کوئی مستحکم عقیدہ و ایمان ہو اور نہ ہی کوئی منزلِ مقصود۔

بے تربیت اولاد یتیم ہے

اگر ماں اپنی ذمّہ داری محسوس نہ کرے اور فقط اپنی سہیلیوں، جان پہچان والیوں، رشتہ داروں، شاپنگ کیلئے بازاروں میں جانے میں لگی رہے اور باپ اپنا فارغ وقت گھومنے پھرنے، دوستوں کے

ساتھ چائے پانی میں ضائع کرے تو پھر لازمی طور پر بچوں کی تربیت یتیموں کی مانند ہوگی وہ آوارہ بچوں کی طرح گھومتے پھریں گے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

''یتیم وہ نہیں ہے کہ جس کے والدین نہ ہوں بلکہ یتیم تو وہ ہے جس کی ماں نے اسے تنہا اور اکیلا چھوڑ دیا ہو اس کا باپ کہیں اور مشغول رہتا ہو''۔

سپاہِ امام زمانہؑ کی تیاری

لہٰذا والدین کے پاس اس کے سوا کوئی اور راہ نہیں کہ وہ آج ہی سے عزمِ مصمّم کریں، ہمت سے کام لیں، جتنی کوشش وجدّ وجہد کر سکتے ہوں کریں، اور صحیح طریقے سے اِس حقِ امانت کو ادا کریں جو اُن کے ذمے خالقِ کائنات نے عائد کی ہے تو انشاء اللہ جلد ہی وہ اپنے گھر کو ایسے خوشبودار پھولوں سے مہکتا ہوا دیکھیں گے اور امام زمانہؑ کی فوج کے ایسے سپاہی تیار کریں گے جو عالمی حکومت کے قیام میں اپنے عادلانہ کردار کی وجہ سے امامِ زمانہؑ کی فوج کے ہراوّل دستے میں شامل ہوں گے۔

خدا آپ کا حامی ومددگار ہو۔

والسّلام

ادارہ مدرسۃ القائمؑ

اصول نمبر 1

والدین جیسا اولاد کو بنانا چاہتے ہیں ویسے خود بن جائیں

کیونکہ حاسد والدین کی اولاد ——— حاسد ہوگی۔

کنجوس والدین کی اولاد ——— کنجوس ہوگی۔

بزدل والدین کی اولاد ——— بزدل ہوگی۔

فاسق وفاجر والدین کی اولاد ——— فاسق وفاجر ہوگی۔

اِسی طرح عمومی قاعدہ ہے کہ:

سخی والدین کی اولاد ——— سخی ہوتی ہے۔

عبادت گذار والدین کی اولاد ——— عبادت گذار ہوتی ہے۔

متقی وپرہیز گار والدین کی اولاد ——— متقی پرہیز گار ہوتی ہے۔

البتہ بُرے ماحول اور بُرے دوستوں کی صحبت سے یہ قانون بھی اکثر ٹوٹ جاتا ہے اور نیک والدین کی اولاد بھی خراب ہوجاتی ہے۔ صاحب ابن عبادؒ جیسے سخی عالم دین کہا کرتے تھے کہ:

''میں نے سخاوت اپنی ماں سے سیکھی ہے میں جب اسکول جاتا تو ہمیشہ میری ماں مجھے کچھ پیسے نکال کر دیتی کہ اِس کو صدقہ کر دینا اور اِس طرح میں سخی ہوگیا اور یہ بات میرے ذہن میں بیٹھ گئی کہ ہمیں اپنے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی فکر مند ہونا چاہئیے''۔

غرض یہ کہ جب بچے سنِ بلوغ کو پہنچتے ہیں تو تقویٰ وپرہیز گاری اُنہیں والدین سے وراثت میں ملنی چاہئیے۔

☆ خدایا! اولاد کی تربیت اور آداب سکھانے اور نیک بنانے میں میری مدد فرما۔ (امام سجادؑ)

لاپرواہ والدین معاشرے کو آوارہ بچے فراہم کرتے ہیں

مالِ حرام گھر میں لانے والا باپ معاشرے کو ایک دغاباز اور جرائم پیشہ شہری فراہم کرتا ہے۔نمازیں قضا کرنے والے والدین اپنے عمل سے اولاد کو ترکِ نماز کی تعلیم دیتے ہیں۔ بے پردہ ماں کی بیٹی مشکل ہی سے پردہ دار ہوتی ہے غریب رشتہ داروں کو نظرانداز کرنے والے باپ کی اولاد زیادہ تر خود غرض اور بے وفا ہوتی ہے۔

علم منطق کی ایک بحث ہے کہ، اجتماعِ ضدین محال ہوتا ہے، یعنی دو متضاد چیزوں کا ایک ہی وقت اور ایک جگہ جمع ہونا محال ہوتا ہے۔

ایک ہی گھر میں فاسق وفاجر والدین اور نیک اولاد محال ہے۔ بچہ اگر شکم مادر میں ہو اور ماں گناہ کرے گانے سنے، فلمیں دیکھے، غیبتیں کرے تو یہ گناہ بچے کی شخصیت پر اثرانداز ہونگے۔ باپ کی حرام کمائی کھا کر بچہ کے بدبخت بننے کے قوی امکانات ہیں۔ جس کی ماں جسمانی اعتبار سے کمزور ہو تو اسکے بچے بھی جسمانی اعتبار سے کمزور رہتے ہیں اسی طرح روحانی اعتبار سے کمزور اور گناہوں کی دلدادہ ماں کے بچے بھی نیکیوں میں رغبت نہیں رکھتے۔

ایسے ماں باپ اپنی اولاد کو روحانی لحاظ سے قتل کررہے ہوتے ہیں، ان کی روح کو معذور بنا رہے ہوتے ہیں۔

لہٰذا والدین ارادہ کرلیں کہ آج سے ہم گناہوں سے آلودہ نہ ہوں گے، خدا کی اطاعت میں زندگی بسر کریں گے تو یقیناً وہ نیک، صالح اور فرمانبردار اولاد کو اپنی خدمت پر مامور دیکھیں گے، کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ:

''جو شخص خود نیک ہوجاتا ہے تو خدا اُس کی اولاد کو اور اُس کی اولاد کی اولاد کو بھی نیک بنا دیتا ہے''۔

برائیوں میں مبتلا والدین کی نیک اولاد کی خواہش فقط ایک دیوانے کا خواب ہے جس کا شرمندۂ تعبیر ہونا محال ہے۔

☆ اپنے بچوں کو تین خصلتوں کی تربیت کرو۔ اپنے پیغمبرؐ کی محبت، اُن کی آلؑ کی محبت اور تعلیم قرآن۔ (رسولِؐ خدا)

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی اولاد آپ کی فرمانبردار، خدمت گذار ہو تو آپ بھی اپنے والدین کے خدمت گذار اور فرمانبردار بن جایئے ورنہ اپنی اولاد سے بھی اِس عمل کی توقع نہ کریں۔ اپنے والدین کو ناراض کر کے یا نظر انداز کر کے جتنی توجہ بھی آپ اپنی اولاد پر دے رہے ہیں کل یہی اولاد آپ کے خلاف ہوگی مکافاتِ عمل آپ کا ضرور پیچھا کرے گا۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ:

''جو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے اُس کی اولاد بھی اُس کے ساتھ نیکی کرے گی''۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ: ''اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی اور خوش اخلاقی سے پیش آؤ تا کہ تمہارے بچے تمہارے ساتھ نیکی کریں''۔

لہٰذا اگر والدین زندہ ہوں تو اُن کے ساتھ نیکی کر کے اُنہیں خوش کریں اور اگر وہ انتقال کر گئے ہوں تو بھی اُن کے لئے ایصالِ ثواب کے اعمال انجام دیں ورنہ والدین کے مرنے کے بعد اُن کو بھلا دینے والی اولاد اُن کے مرنے کے بعد بھی عاق شمار ہو جاتی ہے۔

یہ سلوک و احسان اُس وقت مزید اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے جب والدین میں سے کوئی ایک انتقال کر گیا ہو اب باقی رہ جانے والا تنہا اور اکیلا بزرگ توجہ و محبت کا زیادہ مستحق ہو جاتا ہے۔

رسولِ خداؐ فرماتے ہیں کہ:

''اچھے شوہر کی یہ علامت ہے کہ وہ اپنے والدین کے حق میں نیکوکار رہتا ہے''۔

یعنی اگر بیوی یہ دیکھے کہ اُس کا شوہر اپنے والدین کی طرف سے صرفِ نظر کر کے فقط اُس ہی کے معاملات اور چکروں میں لگا ہوا ہے تو دوسرے الفاظ میں وہ اچھا شوہر نہیں ہے۔ ایسے جہنمی شوہروں کی اولاد بھلا کیسے سعادت مند ہو سکتی ہے۔

☆ کوئی بھی باپ اپنے بیٹے کو اچھی تربیت سے بہتر اور کوئی ہدیہ نہیں دے سکتا۔ (رسولِ خدا)

جب اولاد یہ دیکھے گی کہ میری ماں اور باپ اپنے والدین کی اتنی عزت کرتے ہیں اُن کا اتنا خیال رکھتے ہیں تو یقیناً وہ بھی یہ سب مناظر دیکھ کر اثر لے گی۔ بچے ماں باپ کی لمبی لمبی تقریروں سے نہیں اُن کے عمل سے متاثر ہوتے ہیں۔

اصول نمبر 3

بچے کو سازگار ماحول کی فراہمی

بچے کو دینی و دنیاوی کاموں کی انجام دہی کے لئے سازگار ماحول مہیا کریں تاکہ بچہ سہولت و آسانی کے ساتھ تربیتی عمل میں آگے بڑھتا جائے اور اسکو کوئی مشکل درپیش نہ ہو۔ مثلاً

۱۔ ہر بچے کے لئے لکھنے پڑھنے کے لئے ایک چھوٹی میز، کرسی، بک شیلف ضرور ہونی چاہیئے جہاں بیٹھ کر وہ اپنے کام کر سکے۔

۲۔ بچے کی عمر اور قد کے مطابق اس کی ایک الگ جائے نماز، تسبیح اور سجدہ گاہ ہونی چاہیئے۔

۳۔ اس کے لئے ایک چھوٹا ٹیپ ریکارڈر یا واک مین ہو جس میں نوحے، منقبت، قصیدے، تلاوتِ قرآن یا نعت وغیرہ سن سکے۔ یہ تمام چیزیں اس کے دل میں محبتِ اہل بیتؑ پیدا کریں گی اور روحانی تربیت میں مددگار رہوں گی۔

۴۔ بچے کو کتابیں، کاپیاں، پینسل اور پین وغیرہ دلوانے میں بخل نہ کریں۔

۵۔ بچے کے لئے اچھے مذہبی رسائل جو ماہانہ بنیاد پر آتے ہوں بچے کے نام سے گھر پر لگوالیں تاکہ جب یہ چیزیں بچے کے نام سے آئیں گی تو وہ اُنہیں اہمیت دے گا اور پڑھے گا یا آپ سے پڑھوا کر سُنے گا۔

۶۔ بچے کو گاہے بگاہے، مسجد، امام بارگاہ اور دیگر مجالس و محافل میں ساتھ لے کر جائیں بعد میں اُس سے پوچھیں کہ آج تم نے کیا سنا؟

☆ محنت مزدوری سے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے والے کو راہِ خدا کا مجاہد سمجھنا چاہیئے۔
(امام جعفر صادقؑ۔ بحار الانوار۔ ج 100)

۷۔ اگر سردیاں ہوں تو اس کو نمازوں کے وضو وغیرہ کے لئے گرم پانی مہیا کر کے دینا تا کہ نماز کے سلسلے میں اسے کوئی عذر پیش نہ آئے۔

۸۔ نمازِ فجر کی ادائیگی کے لئے صبح اُٹھنے کو یقینی بنانے کے لئے الارم کلاک میں الارم لگا کر بچے کے سرہانے رکھیں تا کہ آئندہ زندگی میں یہ اُسکی عادت بن جائے اور وہ اِس بات کا محتاج نہ ہو کہ دوسرے اُسے نماز کیلئے جگائیں۔

۹۔ لڑکیوں کی تربیت میں ان کے لئے بچپن ہی سے ایسے لباس کو فراہم کرنا جسمیں بے پردگی کا کوئی عنصر نہ ہو اور اِسلامی ثقافت و شعائر اُن کے لباسوں سے جھلکے اور وہ معاشرے کی فحاشی اور بے راہ روی کے سیلاب میں نہ بہیں بلکہ اپنا اسلامی انداز و طریقہ دوسروں کو سکھانے کا نمونہ بنیں۔

۱۰۔ ان کے لئے اپنے گھر میں یا حلقۂ احباب میں بچوں کی مناسبت سے ایسے چھوٹے چھوٹے پروگرامز و مجلسیں وغیرہ رکھیں جس میں بچے بڑوں کی نگرانی و رہنمائی میں سارے کام خود کریں۔ مثلاً مجلس کے لئے دعوت نامہ لکھنا، مجلس و محفل میں بلانے کے لئے فون پر دعوت دینا یا تبرّک خریدنے کے لئے اُنہیں ساتھ لے جانا وغیرہ۔

۱۱۔ اُنہیں نوحے، قصیدے، منقبت، سلام یا مجالس وغیرہ سکھانے کے لئے کیسٹ اور CDs DVDs لا کر دینا اور انہیں Practice کروانا۔

۱۲۔ بچّے کو ایسے چارٹ پیپرز لا کر دینا جس پر وہ کوئی چیز بنائے مثلاً رسولؐ اکرم، آئمہؑ یا معصومینؑ کے نام خوشخط لکھے یا اُس کی کسی تحریری کاوش کو گھر کے دروازے، دیوار کے کسی حصّے یا الماری پر لگائیں تا کہ اُس کو اپنی محنت کی پزیرائی کا احساس ہو اور اس کی مزید حوصلہ افزائی ہو۔

۱۳۔ بچے کی حوصلہ افزائی کے لئے اُس کے اسکول یا مدرسہ یا کسی پروگرام میں حاصل کئے گئے انعامات یا سرٹیفکیٹس وغیرہ کو ایسی جگہ لگائیں جہاں مہمانوں وغیرہ کی نگاہ اُن چیزوں پر پڑے اور بچے کی حوصلہ افزائی کے لئے اُنہیں بچے کی کامیابیاں بتائیں۔

☆ نقصان میں تو یقیناً وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن خود کو اور اپنے عیال کو نقصان میں ڈال دیں۔ خبردار! یہی کھلا نقصان ہے۔ (سورۂ زمر۔ آیت 15)

۱۴۔ علم سے رغبت اور شوق کے لئے اُسے اچھے Book Stores یا Stationary کی دکان پر مہینے میں ایک بار ضرور ساتھ لے جائیں اور اپنی مالی حیثیت کے مطابق اسے ضرور کچھ نہ کچھ خریداری کروائیں۔

اصول نمبر 4

بچے کے ماں باپ کا آپس میں جھگڑوں سے دُور پُر مسرت زندگی گذارنا

کہا جاتا ہے کہ نا چاقیوں اور لڑائی جھگڑوں سے دور شوہر و بیوی خدا اور ملائکہ کی توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں۔ ایسے میں اُن کی اولاد کی اچھی تربیت کیسے نہ ہوگی؟

رسولِ خداؐ جب دیکھتے کہ بیٹی و داماد دونوں ہی گھر کے کاموں میں مشغول ہیں تو پوچھتے تھے کہ کون زیادہ تھکا ہوا ہے؟ اور اپنی بیٹی کا نام نہیں لیتے لیکن داماد فوراً بول اُٹھتا ہے یا رسول اللہؐ آپؐ کی بیٹی زیادہ تھکی ہوئی ہیں۔

شوہر و بیوی کا آپس میں ایسا اِکرام و عزّت اولاد اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتی ہے اور اپنے دماغ کے کیمرے میں وہ ایسے تمام مناظر محفوظ کرتی چلی جاتی ہے اور خود بخود ایسے ماحول کی پروردہ اولاد کی بہترین تربیت ہوتی چلی جاتی ہے۔

اپنی ایسی پر مسرّت گھریلو زندگی کے متعلق حضرت امام حسینؑ نے ایک شعر کہا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

وہ گھر بھی کیا گھر ہے جہاں سکینہؑ اور ربابؑ نہ ہوں۔ جب میری بیٹی سکینہؑ اور بیوی ربابؑ اپنے رشتہ داروں سے ملنے چلی جاتی ہیں تو وہ رات کتنی طولانی ہو جاتی ہے اور ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔

ایسی محبت اور ایسا خلوص تھا جنابِ ربابؑ میں کہ شوہر کی شہادت کے بعد جنابِ ربابؑ نے ساری زندگی ٹھنڈا پانی نہیں پیا، سائے میں نہیں بیٹھیں، لذیذ غذا نہیں کھائی اور ایک سال سے کم عرصہ میں دنیا سے رخصت ہوگئیں۔

جب گھر کا ایسا محبت و عزّت کا ماحول ہوگا تو اولاد سیّدِ سجادؑ، شہزادہ علی اکبرؑ، سکینہؑ اور علی اصغرؑ جیسی سیرت کی حامل ہوگی۔

☆ صالح اولاد بہشت کے پھولوں میں سے ایک پھول ہے۔ (رسولِ خداؐ۔ مستدرک جلد 15)

ایک شخص رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ میری ایک نیک و شائستہ بیوی ہے جب گھر میں داخل ہوتا ہوں تو وہ بڑھ کر میرا استقبال کرتی ہے اور نکلتے وقت مجھے خدا حافظ کہتی ہے۔ غمگین ہوتا ہوں تو اظہارِ محبت کے ذریعے غم کو دور کرتی ہے تو رسولِ خدا نے فرمایا:

''اُسے جنت کی خوشخبری سنا دو وہ خدا کے کارندوں میں سے ایک ہے اور اسے ہر روز 70 شہیدوں کا ثواب دیا جاتا ہے''۔ مزید فرمایا کہ:

''اگر ناشائستہ اور خراب عورتیں نہ ہوتیں تو سب لوگ اللہ کی عبادت (واطاعت) کرتے اور کبھی غلط راستوں پر نہ چلتے''۔ رسولِ خدا نے ایک اور مقام پر فرمایا:

''ان بُری صفات کی عورتوں نے اگر اپنی اصلاح نہ کی تو وہ انسانوں کی شکل میں حیوان ہیں''۔

لہٰذا شوہر و بیوی عہد کرلیں کہ اپنی اولاد کے سامنے ہمیشہ ایک دوسرے سے عزّت و اکرام سے کام لیں گے اور کبھی اُن کے سامنے ایک دوسرے کو بُرا بھلا نہ کہیں گے اور لڑائی جھگڑے نہ کریں گے۔ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ ایک دوسرے کی بے عزّتی کرنے والے اور آپس میں بدزبانی کرنے والے شوہر و بیوی کی اولاد بھی ناشائستہ و بے تربیت ہی رہتی ہے۔

ایسے ماں باپ نے اگر اپنے غلط رویّوں کی اصلاح نہ کی تو
ان کی اولاد کا سعادت مند ہونا انتہائی مشکل ہے۔۔

امام زین العابدینؑ نے فرمایا

خوش کلامی مال میں اضافے اور رزق میں برکت کا سبب بنتی ہے، خاندان میں مقبولیت اور جنّت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔۔

☆ خدا ایسے شخص پر رحم کرے جو اپنی اولاد کو نیک کاموں کے انجام دینے، حصولِ علم اور آدابِ اسلامی سیکھنے میں مدد کرتا ہے۔ (رسولِ خدا۔ مستدرک الوسائل۔ جلد 15)

اصول نمبر 5

تربیت کی غلطیوں کا احساس کرنا کہ کہیں آپ تربیتِ اولاد میں یہ غلطیاں تو نہیں کر رہے۔؟

کہیں آپ سے مندرجہ ذیل امور کی انجام دہی تو نہیں ہوتی۔

۱۔ گھریلو لائف اسٹائل ایسا رکھنا کہ بچہ رات کو دیر سے سونے کا عادی بن جائے۔

۲۔ غصّے میں اسے بُرا بھلا کہہ دینا۔

۳۔ اسکا موازنہ دوسرے بچوں سے کرکے اسکو شرم دلانا۔

۴۔ دل نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی ہر ضد بالآخر مان جانا۔

۵۔ بچوں کے سامنے ماں باپ کا آپس میں اکثر لڑائی جھگڑا کرتے رہنا۔

۶۔ اکثر و بیشتر بدتمیزیوں اور شرارتوں پر اس کی پٹائی لگا دینا۔

۷۔ اس کے ساتھ ہر وقت روک ٹوک اور نکتہ چینی کرتے رہنا۔

۸۔ بچے کے ماں باپ کی شادی کے انتخاب میں گھر کے بزرگوں نے اُن کے اخلاق، دینداری وغیرہ کو زیادہ اہمیت نہ دی تھی۔اور صرف خوبصورتی ، مال و دولت یا جاب کو معیار بنایا تھا۔

۹۔ شادی کی تقریب میں بے پردگی، Mixed Gathering اور مہندی مانجے میں گانے بجانے نامحرموں سے مووی بنوانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

۱۰۔ شبِ زفاف کے اختتام پر دُلہا دُلہن کی نمازِ فجر قضا ہوگئی تھی۔

۱۱۔ حمل کے دوران بھی نمازیں قضا ہوئیں، رمضان آنے پر روزے بلا عذرِ شرعی فقط معمولی کمزوری کے احتمال کی وجہ سے نہ رکھے۔

۱۲۔ دورانِ حمل ساس نندوں اور دیگر رشتہ داروں کی غیبتیں گھر والوں سے کیں۔

۱۳۔ دورانِ حمل Dish، Cable وغیرہ پر ہر قسم کے پروگرامز گانے موسیقی اور فلمیں وغیرہ بھی دیکھیں۔

☆ بچوں سے محبت کرو، اُن پر رحم کرو اور جب بھی اُن سے وعدہ کرو تو اُسے پورا کرو کیونکہ وہ تم کو اپنا رزق دینے والا سمجھتے ہیں۔ (امام جعفر صادقؑ۔کافی۔جلد2)

۱۴۔ دورانِ حمل سسرال والوں سے لڑائی جھگڑے اور تلخ کلامیاں ہوئیں۔

۱۵۔ سسرالی رشتہ داروں سے مثلاً ساس، نندوں، دیوروں، جیٹھوں سے دورانِ حمل دل میں کینہ اور نفرت و بیزاری بھی کی۔

۱۶۔ ماں نے بچے کی پیدائش کے 10 روز گذرنے کے بعد بھی 40 روز تک نمازیں نہیں پڑھیں۔

۱۷۔ بچے کی علمی و مذہبی تربیت کے لئے کسی اچھے اور باصلاحیت معلّم کی خدمات نہیں لی گئیں۔

۱۸۔ مذہبی تعلیم دلوانے میں فقط قرآن ناظرہ پڑھوانے کے علاوہ کوئی خاص اہتمام نہیں کیا۔

۱۹۔ ماں نے دورانِ حمل ایسی غذاؤں کا انتخاب نہیں کیا جس کے اثرات سے بچہ خوش اخلاق، عقلمند اور شجاع پیدا ہوتا۔ مثلاً کھجور، خربوزہ، شہد، بہی، چقندر وغیرہ کا استعمال۔

۲۰۔ دورانِ حمل ماں اکثر گناہوں کی مرتکب ہوتی رہی۔ مثلاً نامحرموں کے سامنے بے پردہ آنا، میک اپ کے ساتھ آنا، یا نامکمل پردہ کرنا۔

۲۱۔ ماں نے دورانِ حمل باوضو رہنے، تلاوتِ قرآن کرنے، نیکیاں کرنے اور نمازوں اور روزوں کی حفاظت کا زیادہ خیال نہیں رکھا۔

۲۲۔ بچے کی پیدائش میں شریعت کے اہم مستحبات کی انجام دہی کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

مثلاً خاکِ شفاء، آبِ فرات، عام خوشگوار پانی یا کھجور سے تحنیک (گلا اُٹھانا)۔

۲۳۔ اکثر بچے سے وعدہ خلافی کرنا۔

۲۴۔ باپ کی گھر میں لائی ہوئی کمائی شرعی اعتبار سے مکمل حلال نہ تھی یا مشکوک تھی مثلاً بغیر خمس نکلے مال کا استعمال ہوتا رہا، ایسی غذا جسم میں جاتی رہی جس میں حرام کی آمیزش تھی۔

۲۵۔ بچے کا باپ اپنے ماں باپ سے بدکلامی، بلند آواز سے بات چیت کرتا رہا ہو، غصّہ کرتا رہا ہو یا اُنہیں بُرا بھلا کہتا رہا ہو۔

۲۶۔ تربیتِ اولاد کے سلسلے میں کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا بس بچے ویسے ہی پلتے چلے گئے۔

۲۷۔ بچے کی اچھی باتوں پر اس کی حوصلہ افزائی کے لئے تعریف یا انعامات دینے پر خاص توجہ نہیں دی۔

☆ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے تمہارا خاندان اور تمہارے رشتہ دار بدبخت ترین لوگوں میں سے ہو جائیں۔
(مولا علیؑ)

۲۸۔ بچے کو نمازی بنانے کے لئے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا، سوچا کہ بڑا ہوگا تو خود ہی پڑھ لے گا۔

۲۹۔ بچے کے دوست کن کردار اور عادات کے حامل ہیں؟ اس سلسلے میں یہ سوچ کر کوئی تحقیق نہیں کی کہ بچے تو سب ہی بچے ہی ہوتے ہیں۔

۳۰۔ بچے کو کم عمری ہی سے موبائل فون، Dish،Cable اور انٹرنیٹ مہیّا کردیئے۔

۳۱۔ بچے کو ڈانٹ ڈانٹ کر اور چیخ چیخ کر باتیں سمجھائی گئیں۔

۳۲۔ بچے کی ہر بات یا خواہش کے جواب میں آپ نے زیادہ تر ' نہیں ' ہی کہا ہے۔

۳۳۔ والدین نے دیگر رشتہ داروں سے بچے کی شکایتیں کیں۔

۳۴۔ باپ دن میں زیادہ تر روزگار میں مصروف رہا اور شام و رات میں دوست احباب کے ساتھ لہٰذا بچے کو زیادہ وقت نہ دے سکا۔

۳۵۔ گھر پر وقت دینے کے بجائے زیادہ تر بچے کو رشتہ داروں یا دوست احباب کے گھر ہی لے جاتے رہے۔

۳۶۔ ہر وقت T.V کا گھر میں کھلا رہنا اور زیادہ تر گھر والے ساتھ بھی بیٹھے ہوں تو آپس میں ملاقات اور بات چیت کے بجائے T.V دیکھتے رہنا۔

۳۷۔ کھانا ساتھ کھانے کی بجائے والدین اور بچوں کا الگ الگ اوقات میں کھانا کھانا۔

۳۸۔ بچوں پر مسلسل کنٹرول اور حد سے زیادہ تسلّط رکھنا۔

۳۹۔ وہ کوئی کام کرنے لگیں تو اُنہیں یہ کہہ کر روک دینا کہ چھوڑ دو تم خراب کردو گے۔

۴۰۔ بچے کو کوئی غلطی کرتے دیکھ کر فوراً اُسے ڈانٹنے لگنا۔

۴۱۔ اسکول مدرسہ یا کسی امتحان و ٹیسٹ میں کوئی پوزیشن نہ لانے پر اسے لعنت ملامت کرنا۔

۴۲۔ بچوں کو ڈانٹ ڈانٹ کر، مار کر یا دھمکیاں اور لالچ دے کر کھانا کھلانا۔

۴۳۔ بچوں سے باقاعدہ گفت وشنید، تبادلۂ خیال اور کوئی مشورہ نہ کرنا۔

۴۴۔ والدین میں وسواس و وہم کی حد تک صاف ستھرا رکھنے کی بیماری کا موجود ہونا۔

۴۵۔ تربیت میں جلد نتائج برآمد ہونے کے سلسلے میں والدین کا جلد باز ہونا۔

☆ جو کوئی بھی یہ چاہتا ہو کہ اپنی اولاد کو عاق ہونے سے بچائے اُسے چاہیئے کہ نیک کاموں میں اُس کی مدد کرے۔ (رسولؐ خدا۔ مجمع الزوائد۔ جلد 8 صفحہ 146)

۴۶۔ بچے کی جسمانی نشو ونما اور غذا کے بارے میں والدین کا مطالعہ وسیع نہ ہونا اور فقط ملنے جلنے والوں کے ٹوٹکوں یا سنی سنائی معلومات پر انحصار کرنا۔

۴۷۔ تربیتی امور میں متوازن نرمی کے بجائے سختی کے پالیسی اپنانا۔

۴۸۔ بچوں کا زیادہ دیر تک T.V یا کمپیوٹر کے آگے بیٹھے رہنے کی عادت کو کنٹرول نہ کرنا۔

۴۹۔ دورانِ حمل، دودھ پلائی اور ابتدائی چند سالوں میں تربیتی امور کو یہ سمجھ کر نظر انداز کر دینا کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔

۵۰۔ بچوں کے سوتے وقت ماں باپ کا انکے پاس موجود نہ ہونا۔

۵۱۔ بچے کو تعلیمی امور کی چیزیں اور Stationary دلانے میں بخل سے کام لینا جبکہ کھلونے دلانے یا کھلانے پلانے کی چیزیں خریدنے میں فراخی دکھانا۔

۵۲۔ بچوں کے اسکول کی سرگرمیوں اور تعلیمی عمل کو Tution Teacher کے سپرد کر کے والدین کا لاتعلق ہو جانا۔

۵۳۔ تربیتی امور میں والدین کا دیگر ہم خیال والدین کے ساتھ مشاورت نہ کرنا۔

۵۴۔ غصہ کی حالت میں تربیتی امور انجام دینا۔

۵۵۔ جس وقت اس کی پسندیدہ جائز مصروفیت ہو اس وقت اسے کچھ کرنے کے لئے کہنا۔

۵۶۔ بچے کی اصلاح سے مایوس ہو جانا۔

۵۷۔ تربیت کے لئے بچے کا زیادہ بڑا ہونے کا انتظار کرنا۔

۵۸۔ بچے کا موازنہ دوسرے بچوں سے کرنا۔

۵۹۔ بچے کو دوسروں کے سامنے مارنا اور اُنہیں بُرا بھلا کہنا کہ وہ آپ کو معلّم سمجھنے کے بجائے ظالم سمجھے۔

۶۰۔ اس کی غلطی پر اسے رنگے ہاتھوں پکڑنا۔

۶۱۔ کوئی کام کروانے کے بجائے اسے یہ کہہ کر بٹھا دیں کہ یہ ہمیشہ کام خراب کر دیتا ہے بچہ اس بات کا بہت بُرا مناتا ہے۔

☆ خوش نصیب وہ ہے جس کی خوش بختی کی بنیاد ماں کے پیٹ میں پڑی ہو اور بد بخت وہ ہے جس کی بد بختی کا آغاز شکمِ مادر سے ہوا ہو۔ (رسولِ خدا۔ بحارالانوار۔ جلد 77)

۶۲۔ بچے کو ڈراؤنی کہانیاں، ڈرامے فلمیں دکھانا۔

۶۳۔ تربیتی اُمور میں بچے کا بچہ ہونا فراموش کر دینا۔

۶۴۔ اس کا نام بگاڑ کر پکارنا۔

۶۵۔ بچے کو یہ احساس ہو کہ اس کی سخت نگرانی کی جا رہی ہے۔

۶۶۔ بچوں کے سامنے مشکل Targets رکھنا۔

۶۷۔ بچوں کے سامنے لمبے لمبے لیکچرز دینا۔

۶۸۔ بہت زیادہ قواعد وضوابط کی پابندی پر مجبور کرنا۔

۶۹۔ بچے پر بہت زیادہ بوجھ ڈال دینا۔ اسکول، ہوم ورک، اسکول Projects، امتحانات، Tutors وغیرہ کا حد سے زیادہ بوجھ ڈالنا۔

۷۰۔ مکمل توجہ کے ساتھ بچے کی بات نہ سننا۔

۷۱۔ بچے کی جستجو اور نئے تجربات کرنے کی خواہش کو ''فالتو کام نہ کرو'' جیسے الفاظ کہہ کر دبانا۔

۷۲۔ لوگوں کے سامنے اس کی غلطی بتانا۔

۷۳۔ بچوں سے کئے وعدوں کو اہمیت نہ دینا۔

۷۴۔ بچے کے ذاتی کاموں کو خود سے انجام دینے کی اجازت نہ دینا۔

۷۵۔ بار بار اس کی کمزوریاں اور عیب بیان کر کے اسکو شرم دلانا۔

۷۶۔ اسکو دماغی طور پر قائل کرنے کی بجائے اس پر دھونس اور زبردستی کرنا۔

۷۷۔ دیگر بچوں کے مقابلے میں اسکے ساتھ امتیازی سلوک کرنا۔

۷۸۔ اسکو مندرجہ ذیل خراب الفاظ و جملے کہنا۔

مثلاً اسے چڑیل، کتے، حرامزادے، کاہل، سور، احمق، گدھے، ذلیل، منحوس، وحشی، پاگل، نالائق، کمینہ، الو کا پٹھا، جاہل وغیرہ کہنا۔

۷۹۔ اسے مندرجہ ذیل خراب اور توہین آمیز جملے کہنا۔

...... تمھیں ہزار بار سمجھا چکی/ چکا ہوں مگر تمہاری عقل میں نہیں آتا۔

...... دفع ہو جاؤ۔ ...... تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔ ...... تم کبھی نہیں پڑھ سکتے۔۔

...... تم کوئی کام ڈھنگ سے نہیں کر سکتے۔ ...... تم ضرور ذلیل ہو گے۔

...... ہمیشہ غلطی تمہاری ہی ہوتی ہے۔ ...... تم جہنم میں جاؤ گے۔

...... تم بالکل نکمے ہو۔ ...... اندھے ہو کیا۔ ......بہت ہی بد بخت ہے۔

...... بہانے باز۔ ...... تمہارا دماغ تو صحیح ہے۔

۸۰۔ والدین کا گھر میں اِس قسم کے جملوں کو استعمال کرنا۔

...... ہماری تو قسمت ہی خراب ہے۔ ...... اسکو اس کی ماں نے/ باپ نے خراب کیا۔

...... بچہ بُری بات کا ارتکاب کرے تو کہا جائے کہ نہیال/ ددھیال پر گیا ہے۔

۸۱۔ اِس قسم کے جملوں کا گھروں میں سننے میں نہ آنا۔

...... بیٹا آپ کا بہت شکریہ۔ ...... خدا تمہاری توفیقات میں اضافہ کرے۔

...... تم نے میرا دل خوش کر دیا۔ ...... خدا تمہیں جزائے خیر دے۔

...... آؤ بیٹا بیٹھو۔ ...... بیٹا تمہاری اس سلسلے میں کیا رائے ہے۔

...... بیٹے/ بیٹی مجھے تم سے ایک مشورہ کرنا ہے۔

...... بیٹا کیا بات ہے کیوں ناراض ہو؟ بیٹی پریشان لگ رہی ہو؟

...... مجھے اپنے بیٹے/ بیٹی پر فخر ہے۔ ......میں اپنی بیٹی/ بیٹے کا کتنی دیر سے انتظار کر رہا تھا۔

۸۲۔ بچے کے کاموں میں مسلسل دخل اندازی کرتے رہنا۔

۸۳۔ بچے کے استاد اور دوستوں کے خلاف جملے بول کر اسکے ذہن کو رقیبانہ ذہنیت میں بدل دینا۔

☆ جب کوئی شخص صالح ہو جاتا ہے تو اللہ اُس کے نیک ہو جانے کے وسیلے سے اُس کی اولاد اور اُس کی اولاد کی اولاد کو بھی نیک بنا دیتا ہے۔ (مکارم الاخلاق۔ص546)

۸۴۔ سخت غصہ میں اس سے کسی بات کی جواب طلبی کرنا کہ وہ جھوٹ بولے۔

۸۵۔ باپ کا بچوں کی تربیت کا سارا بوجھ ماں پر ڈال دینا اور یہ سمجھنا کہ میری مصروفیات کے ساتھ یہ تربیتی امور میل نہیں کھاتے۔

۸۶۔ بچے کے سامنے والدین کا ایک دوسرے کا احترام نہ کرنا۔

۸۷۔ باپ کا اولاد کے ساتھ ضرورت سے زائد دوستانہ رویہ اور ہنسی مذاق کرنا جس سے باپ کا رعب ہی ختم ہو جائے۔

۸۸۔ بچے کو بار بار حکم دینا یہ کرو، وہ کرو، وہ نہ کرو۔

۸۹۔ بچے سے توقع کرنا کہ وہ زیادہ تر خاموش رہے یا کہیں کونے میں بیٹھ کر پڑھتا رہے۔

۹۰۔ چیزوں کی خریداری میں بچے کی پسند و ناپسند کا خیال نہ کرنا۔

۹۱۔ بچے سے توقع رکھنا کہ وہ والدین کے ہر حکم کی اطاعت کرے۔

۹۲۔ بچوں کو اپنے نانا/ نانی یا دادا/ دادی یا ماموں/ چچا/ خالہ/ پھپھی کے خلاف کان بھر کے اس کو اُن سے دور کر دینا۔

۹۳۔ بچوں کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کو بیکار، فضول یا وقت کا ضیاع سمجھنا۔

۹۴۔ والدین کا بچے سے محبت آمیز ایسا رابطہ نہ ہونا کہ جس کے نتیجے میں وہ اپنے دل کی بات ہی نہ بتا سکے۔

۹۵۔ بچے کو اس کی دلچسپی اور صلاحیت اور شوق کی بنیاد پر Field منتخب نہ کرنے دینا بلکہ اپنی پسندیدہ Field میں ڈالنے کی زبردستی کرنا۔

۹۶۔ بچوں کو سوالات پوچھنے پر جھڑک دینا یا اسکا مناسب جواب دے کر اسے مطمئن کرنے کی کوشش کرنا۔

۹۷۔ بچوں کو ان کی عمر کے مطابق کچھ کام ذمہ داری کے طور پر کرنے کے لئے نہ دینا۔ مثلاً کھلونے سمیٹنا، بستر بچھانا، دستر خوان لگوانا، کھانے کی میز پر پلیٹیں لگانا وغیرہ۔

۹۸۔ بچے کی غیر نصابی سرگرمیوں میں والدین کا دلچسپی اور حصہ نہ لینا مثلاً اسکول کے پروگرامز میں اسکی Performance دیکھنے نہ جانا، تقریری مقابلے کی تیاری میں مدد نہ کرنا وغیرہ۔

☆ ماؤں کو چاہئیے کہ دورانِ حمل کے آخری مہینے میں کھجور کھائیں تا کہ اُن کے بچے خوش اخلاق اور بُردبار ہوں۔ (رسولِ خدا۔ مستدرک)

۹۹۔ ہر بات میں اعتراض کر کر کے اسکو یہ سوچنے پر مجبور کر دینا کہ وہ بہت بُرا ہے۔

۱۰۰۔ اس بات کی طرف متوجہ نہ ہونا کہ اسکول کے دیگر بچوں کی بُری عادات کہیں اس میں منتقل تو نہیں ہو رہیں۔

۱۰۱۔ بچے کی تربیت میں والدین کا اپنا احتساب نہ کرنا کہ ہم تربیتی عمل میں کہاں کہاں غلطی کر رہے ہیں۔؟

۱۰۲۔ بچے کو جن بھوت، دیو، پری، چڑیل، اندھیرے یا اللہ بابا اور انجکشن یا ڈاکٹر سے ڈرانا۔

۱۰۳۔ بچے کو سزا دینے میں شدّت سے کام لینا مثلاً اس کے منہ پر تھپڑ مارنا، اِسطرح مارنا کہ دیت واجب ہو جائے۔

۱۰۴۔ بچوں کی لڑائی میں والدین کا اپنے بچوں کی بے جا وکالت و بے جا دفاع کرنا۔
(اسکی وجہ سے بچہ تعصب اور حق کشی کا عملی سبق سیکھے گا)۔

۱۰۵۔ اکثر بچے سے جھوٹی باتیں کرنا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک شخص سے پوچھا: کیا تیرے ماں باپ ہیں؟
اس نے کہا جی نہیں ، آپؑ نے فرمایا: کیا تیرا بیٹا ہے؟
اس نے کہا جی ہاں ، امامؑ نے فرمایا : اپنے بیٹے کے ساتھ نیکی کر
کیونکہ بیٹے پر احسان کرنا ثواب میں ماں باپ پر احسان کرنے کی طرح شمار ہوتا ہے۔۔
(مستدرک، باب ۶۴)

☆ بہی دانہ عقل اور دانائی کو بڑھاتا ہے۔ (امام رضاؑ۔ مکارم الاخلاق۔ جلد 1)

مائیں بچوں پر باپ کا رعب رہنے دیں

بچہ خواہ ماں سے اتنا نہ ڈرے مگر اُسے باپ سے ڈرنا چاہیئے ، ماں بچے کے باپ پر چیخ چیخ کر یا اُس کو کسی مسئلے میں دبا کر باپ کی اہمیت بچے کی نگاہ میں کم نہ کرے۔

باپ گھر میں ایک رحمدل بادشاہ کی طرح سے رہے، جس کے سائے میں سب سکون و امان سے رہیں مگر اُس کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال بھی نہ ہو۔

باپ اگر بچے کو ڈانٹ رہا ہو تو بعض بیوقوف مائیں بچے کی بے جا حمایت کرنے لگتی ہیں بلکہ اُلٹا باپ سے بھی لڑنے لگتی ہیں، اِس طرزِ عمل سے بچہ اور بگڑ جاتا ہے اور باپ کا رُعب اُس کے دل سے ختم ہو جاتا ہے۔

وہ مائیں جو اپنے شوہر کے ساتھ اس طرح کے منفی رویّے رکھتی ہیں اور شوہروں کو دبا کر رکھتی ہیں اُن کے بچے باغی اور نافرمان بن جاتے ہیں اور جیسے جیسے بڑے ہوتے جاتے ہیں ماں کے ڈر اور خوف سے باہر نکلتے چلے جاتے ہیں۔

باپ کا رعب و دبدبہ اور ڈر تو ماں کے باپ پر حاکمانہ رویئے کی وجہ سے بچپن ہی میں ختم ہو جاتا ہے لہٰذا اب جوان ہونے پر وہ اِس کمزور ماں کو بالکل خاطر میں نہیں لاتے اور ایک مطلق العنان اور شترِ بے مہار کی طرح ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا ماؤں کو چاہیئے کہ خود بچے سے شفقت و محبت کا برتاؤ کریں مگر باپ کا رعب و دبدبہ بچے کے دل پر رہنے دے۔ بچے کے جوان ہونے پر رعب و دبدبے والا باپ اتنا کمزور نہیں ہو جاتا کہ وہ اُنہیں بے راہ روی اور برائیوں سے نہ روک سکے البتہ ماں ایسی کمزوری جلد حاصل کر لیتی ہے۔

اور اِسطرح اُن ناسمجھ ماؤں کی چند دنوں کی حکمرانی جلد ہی ختم ہو جاتی ہے اور تند مزاج اور باغی

☆ جو حاملہ عورت خربوزہ کھائے گی اس کا بچہ خوبصورت اور خوش اخلاق ہوگا۔ (رسولِ خدا۔ مستدرک۔ جلد2)

اولاد مقابلے پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ پانی سر سے گذر چکا ہوتا ہے، بچوں کی شخصیت مکمل ہو چکی ہوتی ہے اور اب اُن کو راہِ راست پر لانا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔

لہٰذا بہترین تربیتی عمل، ماں کی شفقت اور باپ کے رعب و دبدبے کے باہمی ملاپ ہی کے سائے میں پروان چڑھ سکتا ہے اور اسکے برخلاف ہونا اولاد کو بڑا ہو کر باغی اور بدتمیز بنا دیتا ہے۔

اصول نمبر 7

اولاد کو بُرے دوستوں کی صحبت سے بچائیں

بُرا دوست سانپ سے بدتر ہے۔ سانپ فقط دنیا کا نقصان کرتا ہے جبکہ بُرا دوست دین و دنیا دونوں تباہ کر دیتا ہے۔

آقائے مظاہریؒ فرماتے ہیں کہ: ''میں ایسے نوجوانوں کو جانتا ہوں جنکی بغل میں ہر وقت مفاتیح رہا کرتی تھی اور جو کبھی حرم معصومہ قم جانا ترک نہ کرتے تھے، بُرے دوستوں کی صحبت کی وجہ سے بعد میں داڑھی مونڈے ہوئے نظر آئے''۔

حضرت نوحؑ کے بیٹے کو بھی بُرے دوستوں کی صحبت نے تباہ کیا۔ لہٰذا والدین کو چاہیئے کہ بچے کے بڑے ہونے کے بعد بھی اُس کے دوستوں کی معلومات رکھیں۔

کوشش کریں کہ نیک اور صالح مومنین کے گھرانوں میں اپنی آمد و رفت بڑھائیں تاکہ اچھے بچوں کے ساتھ آپ کے بچوں کی دوستیاں ہوں اور بُرے دوستوں سے بچانے کے بعد ایک خلاء سا نہ آجائے اور صالح گھرانوں کے بچوں کی دوستی سے وہ خلاء پُر ہو جائے۔

بدتمیز اور بداخلاق نوجوان اپنے اثراتِ بد دیگر بچوں میں منتقل کر دیتے ہیں۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں: ''شریر لوگوں سے ربط و ضبط سے پرہیز کرو کیونکہ تمہیں خبر بھی نہ ہو گی اور تمہاری طبیعت اُن کی برائی قبول کر لے گی''۔

☆ بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور نیکی و محبت والدین کی احترام و محبت کے برابر ہے۔
(امام جعفر صادقؑ، وسائل الشیعہ)

پیغمبرِ اسلام فرماتے ہیں:

''انسان عملاً اپنے دوست کی سیرت و روش کی پیروی کرتا ہے۔ بس تم میں سے ہر ایک کو نہایت دیکھ بھال کے ساتھ دوست بنانے چاہئیں''۔

بچے کو گاہے بگاہے بتاتے رہیں کہ بُرے دوستوں میں کیا برائیاں ہوتی ہیں تاکہ وہ بھی ہوشیار رہے۔ اُس کو شروع ہی سے امام حسینؑ کا یہ قول زبانی یاد کروادیں کہ:

''جو شخص تمہیں برائی سے روکے وہ حقیقت میں تمہارا دوست ہے اور جو شخص تمہیں غلط کاموں کی ترغیب دے وہ تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے، اِسی معیار پر دوست و دشمن کی پہچان کرو''۔

اصول نمبر 8

ماں دورانِ حمل مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کرے

ہمارے یہاں ایک لفظ عام ہے تعلیم و تربیت۔ یعنی پہلے تعلیم ہے پھر تربیت جبکہ اسلام کے لحاظ سے تربیت پہلے شروع ہوتی ہے اور تعلیم بعد میں۔

تعلیم تو 4 سال، 4 ماہ اور 4 دن بعد شروع ہوتی ہے مگر تربیتِ اولاد شکمِ مادر ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔

ماں کی نفسیاتی کیفیت کا بچے پر گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ حاملہ ماں اگر خوف میں ہوگی (خواہ لڑکی پیدا ہونے کا خوف ہو) تو بچہ بزدل اور ڈرپوک پیدا ہوگا۔ ماں اگر کینہ پرور و حاسد ہوگی تو پیدا ہونے والا بچہ کینہ پرور و حاسد پیدا ہوگا۔ ماں اگر بہادر ہو (بشرطیکہ ساری شجاعت و بہادری کا مظاہرہ فقط شوہر و سسرال کے سامنے نہ ہو) تو بچہ بھی خوش اخلاق و بہادر ہوگا۔

جنگ میں محمد حنفیہ کی ناکامی کا ذمّہ دار امیر المومنینؑ نے اُن کی ماں کو قرار دیا تھا اور غازی عباسؑ جیسے شجاع کی ولادت کے لئے عقیل کو حضرت ام البنینؑ کے انتخاب کے لئے نامزد کیا تھا۔

☆ پیغمبرؐ لڑکیوں کو بہترین اولاد قرار دیتے ہوئے اُن کا احترام کرنے اور اُن سے محبت کرنے کا حکم دیتے ہیں۔۔ (سفینۃ البحار۔ ج ۲)

66% نفسیاتی امراض بچہ، ماں کی وجہ سے شکمِ مادر ہی سے لے کر پیدا ہوتا ہے۔ حتّٰی کہ ماں جو کچھ دیکھتی ہے اُس تک کے اثرات بچے پر مرتّب ہوتے ہیں۔

امیر المومنینؑ کے زمانے میں جب ایک فیصلہ اُن کے سامنے آیا جس میں سفید فام ماں نے ایک سیاہ فام بچہ کو جنم دیا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ حاملہ ماں کے کمرے میں ایک سیاہ فام کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ امامؑ نے فیصلہ دیا کہ ماں بے قصور ہے اور یہ بچّہ اس تصویر کو دیکھنے کے اثرات کی وجہ سے ہے۔

اُس زمانے میں کمرے میں ایک تصویر لگی ہوئی تھی آج T.V کی صورت میں حاملہ مائیں ہزاروں فحش ڈرامے اور تصاویر اور بدکار افراد کو T.V پر بلا روک ٹوک دیکھتی ہیں، گھنٹوں ایسے بدکردار مرد و عورتوں کے انٹرویوز دیکھتی ہیں اُن سے متاثر ہوتی ہیں تو ان کے اثراتِ بد بچے میں کیونکر نہ منتقل ہوں گے۔ بلکہ یہ تو خدا کا احسان ہی ہے کہ اولاد جتنی خراب ہونی چاہئے تھی اتنی پھر بھی نہیں ہوئی۔

جبھی روایات میں یہ بات کہی گئی ہے کہ زوجین کے خلوت کے لمحات میں کوئی بچہ وہاں موجود نہ ہو ورنہ وہ بڑا ہو کر زانی بنے گا۔ خلوت کے لمحات میں کسی اور نامحرم کا خیال دماغ میں نہ آئے ورنہ بچہ دیوانہ، پاگل یا دماغی معذور ہوگا۔

حاملہ پر بعض غذاؤں کے اثرات

کھجور کا استعمال کیا جائے تو ...... اولاد بُردبار ہوگی

یہ بات جاننا بھی ضروری ہے کہ حاملہ ماں کی غذاؤں کے اثرات بھی بچے پر مرتّب ہوتے ہیں۔

مستحب ہے کہ زچّہ کو پیدائش کے بعد تازہ 9 کھجوریں کھلائی جائیں۔

اگر تازہ کھجور دستیاب نہ ہوں تو مدینہ کی پرانی کھجور، اور اگر وہ بھی دستیاب نہ ہو تو جو کھجوریں بھی دستیاب ہوں وہ کھلائی جائیں۔ دورانِ حمل بھی ماں کھجور کا استعمال کرے کیونکہ روایت میں آیا ہے کہ بچہ بردبار پیدا ہوگا۔

☆ باپ کی پہلی نیکی اولاد کے ساتھ یہ ہے کہ اس کے لئے پیارے سے نام کا انتخاب کرے۔
(امام موسیٰ کاظمؑ ۔ وسائل الشیعہ ۔ جلد 15)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''خدا نے اپنے عزّت وجلال کی قسم کھا کر کہا ہے کہ اگر عورت بچے کی ولادت کے وقت کھجور کا استعمال کرے گی تو بچہ بردبار ہوگا اور اگر بیٹی ہوگی تو وہ بھی بردبار ہوگی''۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

''جب عورت بچہ جنم دے چکے تو اسے خرما کھلاؤ کیونکہ خدا نے حضرت مریمؑ کو وضع حمل کے وقت خرما کھانے کا حکم دیا تھا''۔

رسولِ خداؐ فرماتے ہیں کہ: ''جو زَچہ تازہ چھوارے کھائے گی اُس کا بچہ حلیم و بردبار ہوگا''

بچے کی پہلی غذا

بچہ کی ابتدائی غذا کا بھی اُس پر بہت اثر ہوتا ہے، اپنے بچے کا گلا فرات کے پانی سے یا تربتِ امام حسینؑ کی مٹی اور اگر خاکِ شفاء نہ ملے تو بارش کے پانی سے اٹھاؤ۔

چقندر کا استعمال کیا جائے تو ...... اولاد عقلمند اور بہادر ہوگی

حضرت رسولِ خدا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''دورانِ حمل چقندر کے استعمال سے بچہ عقلمند اور بہادر ہوگا''۔

البتہ شادی کے پہلے ہفتے میں چقندر کھانے سے احتیاط کی جائے کیونکہ رسولِ خدا نے نوبیاہتا دُلہن کو شادی کے پہلے ہفتہ چقندر، سرکہ، دھنیا اور کھٹا سیب کھانے کی ممانعت فرمائی تھی اور جب مولا علیؑ نے اُس کی حکمت دریافت کی تو رسولِ خداؐ نے فرمایا:

''ابتدائی ایام میں چقندر کھانے سے رحم (uterus) کو ٹھنڈ لگ جانے کا خطرہ ہوتا ہے اور سرکہ عورت کو خونِ حیض سے پاک نہیں ہونے دیتا، دھنیا کا استعمال بچہ کی پیدائش کے وقت تکلیف کا سبب ہے اور کھٹا سیب بیماری کا باعث ہے''۔

☆ اولاد کے باپ پر 3 حق ہیں۔ پہلا یہ کہ اُس کا نام اچھا رکھے۔ دوسرا یہ کہ اُسے پڑھنا لکھنا سکھائے۔ تیسرا یہ کہ اُس کے لئے شریکِ حیات ڈھونڈے۔ (رسولِ خدا۔ بحار الانوار۔ جلد 104)

بہی کا استعمال کیا جائے تو ...... اولاد خوبصورت ہوگی

چھٹے امامؑ نے ایک خوبصورت بچے کو دیکھ کر فرمایا:

''ضرور اس کے باپ نے (اسکی پیدائش کے سلسلے میں اقدام کرتے وقت) بہی کھایا ہوگا''۔

پھر فرمایا کہ: '' یہ چیزیں حاملہ کو بھی کھلاؤ تا کہ تمہاری اولاد خوبصورت ہو ''۔

ایک مرتبہ رسولِ خدا نے حضرت جعفر ابن ابی طالبؑ کو ''بہی'' دیا اور کہا:

''اسے کھاؤ! یہ رنگ صاف کرتا ہے اور تمہارے اور تمہارے بچے کی خوبصورتی کا باعث ہے''۔

اصول نمبر 9

اولاد کو ہر صورت میں مالِ حرام و مالِ مشکوک سے بچائیں

باپ اگر حرام مال، حرام کمیشن، سودی اسکیموں کا حرام پیسہ، خمس واجب ہونے کے باوجود بغیر خمس نکلا ہوا مال، یا مشکوک مال لاکر اُس سے بچے کی تربیت و جسمانی نشوونما کرے گا تو ایسی اولاد کا سعادت مند ہونا تقریباً ناممکن ہے۔

ہر باپ کو چاہیئے کہ مستند علماء کے پاس جاکر اپنی ملازمت و کاروبار اور دیگر ذرائع سے آنے والے پیسوں کے جائز ہونے کی تصدیق کروالے۔ فقط ایک لقمہ حرام سے بلکہ ایک مشکوک لقمے سے بھی گناہ کے تقاضے دل میں 40 روز تک پیدا ہوتے رہتے ہیں کہ یہ گناہ کرلو اور وہ گناہ کرلو پھر کیسے ممکن ہے کہ اولاد ایسے تقاضے دل میں پیدا ہونے کے باوجود گناہوں سے بچ جائے گی۔

امام حسینؑ نے یزیدی فوج سے خطاب میں یہی تو کہا تھا کہ:

''میری باتوں کا تم پر یوں اثر نہیں ہو رہا ہے کہ تمہارے پیٹ لقمہ حرام سے بھرے ہوئے ہیں''۔

☆ جس گھر میں (مردوں کے) محمد، احمد، علی، حسن، حسین، جعفر، طالب یا عبداللہ نام ہوں اور عورتوں میں کسی کا نام فاطمہ ہو تو اس گھر میں فقر و فاقہ و افلاس کا گزر نہیں ہو سکتا۔ (امام موسیٰ کاظمؑ۔ تہذیب الاحکام۔ جلد ۷)

عبادت میں سستی کی ایک وجہ

ایک نوجوان اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا: ماں! عبادت میں دل نہیں لگتا، ایسا لگتا ہے کہ دل پر تاریکی سی چھا گئی ہے۔ میں حرام خور نہیں ہوں، بُرے دوستوں کے ساتھ نہیں اُٹھتا بیٹھتا، تمام واجبات اور مستحبات کی پابندی کرتا ہوں اور تمام حرام کاموں سے پرہیز کرتا ہوں، پھر بھی عبادت میں سستی ہوتی ہے۔ میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

ماں نے کچھ دیر سوچا اور پھر کہا:

بیٹا! جب تم میرے شکم میں تھے اور تمہارے والد سفر پر تھے میں کپڑے سُکھانے گھر کی چھت پر گئی، دیکھا کہ ہمسائے کی چھت پر اُس نے آلو بخارے خشک کرنے کے لئے پھیلا رکھے ہیں میں نے اُس میں سے ایک آلو بخارا کھالیا بعد میں شرمندہ ہوئی مگر پڑوسی کو بتا کر معاف کروانے کی ہمت نہ ہوئی۔

جوان نے کہا ماں!

"مجھے اجازت دیجئے کہ ہمسائے کے گھر جا کر اُس سے معافی مانگوں تاکہ شیطان کے حملے سے محفوظ رہ کر عبادت کرسکوں اور اپنے جسم سے اُس حرام مال کے اِس اثر کو زائل کروں"۔

والدین سے دشمنی

آج باپ اُنہیں غیر شرعی مال کھلا رہا ہے کل قیامت میں یہی اولاد اسکی دشمن ہو جائے گی اور فریاد کرے گی کہ اے اللہ! ہمارے باپ نے ہمیں حرام مال کھلایا، اسنے ہمیں علم دین کی تعلیم نہ دی اس مال حرام کے اثرات کی وجہ سے ہم بگڑ گئے، بے دین ہو گئے ہمارے باپ سے ہمارا حق دلوایا جائے۔

باپ حرام خور اور ماں جگر خوارہ ہندہ ہو تو بچے ظالم ہی پیدا ہوں گے۔ حجاج کی ماں بھی ایک بدقماش عورت تھی جس نے حجاج جیسا ظالم پیدا کیا۔

جو مومن مالِ حرام رد کردے اور خود کو اس سے آلودہ نہ کرے اسکا یہ کام 70 مقبول حج کے ثواب کے برابر ہے۔

☆ جس کسی کے ہاں 4 بیٹے ہوں اور اُس نے کسی ایک کا بھی نام میرے نام پر نہیں رکھا اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (رسولؐ خدا۔ وسائل الشیعہ)

اگر آپ محسوس کریں کہ نمازِ شب، عبادت اور تلاوتِ قرآن کے لئے دل راغب نہیں ہو رہا تو اپنی غذا اور کمائی پر غور کیجئے کہ وہ حلال ہے یا نہیں؟ کہیں آمدنی مشکوک تو نہیں ہے۔؟

جو چیزیں عبادت میں حائل ہوتی ہیں اور گناہوں پر جرأت دلاتی ہیں ان میں سے ایک حرام غذا بھی ہے۔

رسولِ خدا ایک دفعہ ایک دکان کے پاس سے گذرے جس میں رکھے ہوئے پھل چمک رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے یہ پھل اوپر سے کچھ اور ہیں اور اندر سے کچھ اور، دکاندار نے کہا تھا کہ بارش کا پانی پڑنے کی وجہ سے ایسا ہو گیا۔ فرمایا: ''تم نے اسے ہلایا کیوں نہیں''۔

پھر فرمایا:

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّیْ

(جو ملاوٹ کرے وہ مجھ سے نہیں) جو کسی مسلمان کو دھوکہ دے گا وہ مسلمان نہیں''۔

اِسی وجہ سے مولا علی نہج البلاغہ میں اپنے گورنروں کو لکھتے ہیں کہ:

''مجھے خط لکھتے ہو تو قلم کو باریک کر کے سطروں کے درمیان فاصلہ کم رکھ کر قریب قریب لکھا کرو، کیونکہ کاغذ، قلم اور سیاہی زیادہ استعمال ہوتی ہے اور اِسطرح بیت المال کو نقصان پہنچتا ہے، بیت المال ایسے نقصان کا متحمل نہیں ہوسکتا''۔

جو علی اتنا برداشت نہ کر سکے کہ اُن کا گورنر خط میں زیادہ سیاہی استعمال کرے وہ صریحاً حرام مال کو کیسے برداشت کرے گا۔

پیغمبرِ خدا فرماتے ہیں کہ:

''جس کا گوشت پوست اور ہڈیاں حرام سے بنی ہوں وہ جہنم میں جانے کا سزاوار ہے''۔

مولا علی فرماتے ہیں کہ: ''اور بے شک ایک لقمہ بھی کچھ نہ کچھ گوشت کی نشو و نما کر دیتا ہے''۔

☆ بہترین نام نبیوں کے ہیں۔ (امام محمد باقر ۔ وسائل الشیعہ)

ماں اگر غیبت کرنے کی عادی ہے تو وہ بھی قرآن کے مصداق اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہی ہے یہ حرام کھانا بھی حاملہ کے بچے پر اثر انداز ہوگا۔

عبادت کی لذّت غارت ہو جاتی ہے

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ:

ایک زمانے میں میری بڑی عجیب حالت ہوتی تھی، نہ اوّل وقت نماز کا اہتمام رہا تھا، نہ نمازِ شب پڑھنے کی طرف کوئی رغبت، دل کی عجیب وغریب کیفیت تھی۔ سوچتا تھا کہ عبادت کی لذت کہاں گئی؟ رات گریہ وزاری کی اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک آواز آرہی ہے کہ: ''جو حرام کھجور کھائے وہ عبادت کا دوست نہیں، اسے عبادت کا مزہ نہیں آسکتا''۔

آنکھ کھلی اور غور کیا تو یاد آیا کہ کھجوریں خریدتے وقت دکان سے مالک کی اجازت کے بغیر ایک کھجور اُٹھالی تھی۔ اُس ایک کھجور نے اتنا اثر ڈالا کہ معنوی حالت ہی چھن گئی۔

پاکیزہ غذا کے اثرات

لہٰذا باپ اگر حرام مال گھر میں لا رہا ہے تو اب دیندار ماں کی ساری محنت کو یہ ایسا باپ بیکار کردے گا۔

حلال و پاکیزہ غذا کی تربیتِ اولاد میں اہمیت اس واقعے سے بھی پتا چلتی ہے کہ صلبِ رسولِ اکرم میں حضرت فاطمہؑ کے وجود میں آنے سے پہلے خدا نے حضورِ اکرمؐ کو 40 دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا اور جب آخری روز جنت کے پھل سے افطار کیا تو شہزادیٔ کونینؑ کی ولادت کا اہتمام ہوا۔

وسائل الشیعہ جلد 17 میں امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ:

''حرام کے آثار نسل میں آشکار ہوتے ہیں''۔

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ: ''ایسے مرد بھی تھے جب وہ کمانے کے لئے گھر سے نکلتے تھے تو اُن کے بیوی بچے اُن سے کہتے تھے کہ خبردار حرام کمائی گھر میں نہ لانا ہم بھوک اور سختی کا مقابلہ کرلیں گے لیکن ہم میں قیامت کے دن کا عذاب سہنے کی طاقت نہیں''۔

☆ اپنے بچوں کو خوب پیار کرو کیونکہ ہر بوسے کے بدلے میں اللہ جنت میں تمہارا ایک درجہ بڑھائے گا۔ (بحار الانوار۔ جلد 104)

وہ مال بھی حرام ہے جس پر واجب الادا خمس نہ نکالا گیا ہو:۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ:

''بدترین مال وہ ہے کہ جس میں خدا کا حق نہ نکالا گیا ہو''۔ (میزان الحکمت)

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ: ''ایسے افراد قیامت کے دن ایسی حالت میں قبروں سے اُٹھیں گے کہ اُن کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہوں گے''۔

ایسے افراد قیامت کے روز دو سزاؤں کا مزہ چکھیں گے ایک حرام کمانا اور دوسرا اہل وعیال کو حرام کھلانے کا عذاب۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حلال سے نورانیت پیدا ہوتی ہے اور حرام سے تاریکی وجود میں آتی ہے۔ باپ کو پیسہ کماتے وقت رسولِ خدا کی اس حدیث کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے:

''صرف پاک وحلال روزی گھر لے جاؤ''۔

اصول نمبر 10

بچے کی دینی و مذہبی تربیت کیجئے

دینی و مذہبی تربیت میں مندرجہ ذیل اُمور کو شامل کریں:۔

۱۔ اسے قدم قدم پر حکمِ خدا معلوم کرنے کی عادت ڈلوائیں مثلاً جیب خرچ جمع ہو جائے تو اس پر خمس کا مسئلہ بتا دیں۔

۲۔ کوئی گناہ مثلاً بے پردگی کسی تقریب میں دیکھیں تو اسے احساس دلائیں کہ یہ عمل جنابِ سیّدہ اور حضرت زینبؑ کی ماننے والیوں کے لئے قابلِ نفرت ہے۔

۳۔ بچوں میں آپس میں احادیثِ معصومینؑ یاد کرنے کا مقابلہ کروائیں (چالیس احادیث یاد کرنے پر خصوصی انعام دیں)۔

☆ ایک شخص نے رسولؐ سے کہا میں نے آج تک کسی بچے کا بوسہ نہیں لیا۔ جب وہ چلا گیا تو رسولِ خدا نے اصحاب سے فرمایا میری نظر میں یہ شخص دوزخی ہے۔ (بحار الانوار۔104)

۴۔قرآن کے مختلف سوروں کے حفظ اور اس کے ترجمے یاد کرنے کے مقابلے کروائیں۔

۵۔نمازِ فجر کی پابندی پر خصوصی انعام دیں۔

۶۔معصومینؑ کے ایامِ ولادت پر گھر میں شیرینی یا مٹھائی یا کیک لے کر جائیں کچھ فضائل بیان کر کے ایک تسبیح درود کی سب گھر والوں کے ساتھ پڑھیں اور خاندانِ اہلِ بیتؑ یا معصومینؑ کو ہدیہ کریں کہ جنکی ولادت کی وہ تاریخ ہو۔

۷۔معصومینؑ کے ایامِ شہادت پر اُن کی شہادت کا کوئی نوحہ، مجلس کا کیسٹ یا c.d وغیرہ لگائیں۔

۸۔بچوں میں آپس میں مسائلِ فقہ یاد کروانے کے سلسلے میں مقابلے کروائیں۔

۹۔اسی طرح نعت، نوحے، قرآن، منقبت پڑھنے کی ایسی عادت ڈال دیں کہ عمومی زندگی میں اُٹھتے بیٹھتے بھی ان کے لب اُن پاکیزہ ناموں کے ذِکر سے معطر رہیں۔

۱۰۔اسلامی تاریخوں کی مناسبت سے چھوٹے بڑے Quiz پروگرامز اور مقابلے بچوں کے درمیان کروائیں۔

جب تک والدین اس سلسلے میں بچوں کو ماحول مہیّا نہیں کریں گے اُن کی دینی و مذہبی تربیت کس طرح ہو سکے گی۔؟ مندرجہ بالا تمام امور بچے خود تو انجام نہیں دے سکیں گے بڑوں اور بزرگوں کو اپنے بچوں پر یہ رحم اور احسان کرنا ہوگا۔ کتنی ہی روایات میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ بغیر حساب جہنم میں داخل ہونے والوں میں وہ والدین بھی ہیں جو اپنے بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت پر توجہ نہیں دیتے۔

۱۱۔اسی طرح بچے کی عمر کے اعتبار سے بالغ ہونے پر گھر میں ایک چھوٹی تقریب منعقد کریں۔ اور اس کو چھ مہینے پہلے سے بچے کے سامنے اس کا اظہار شروع کر دیں کہ اب فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو خداوندِ عالم کی طرف سے تمہیں ایک بہت بڑا اعزاز ملنے والا ہے کہ اُس دن خدا تمہیں اس قابل سمجھے گا کہ عبادت و اطاعت کی ذمہ داری کی توفیق تمہیں حاصل ہوگی اور تم مکلّف ہو جاؤ گے تا کہ اب نیک اعمال انجام دے کر اور برائیوں سے خود کو بچا کر جنت حاصل کر لو۔ تم کتنے خوش نصیب ہو گے اس دن جب خداوندِ عالم تمہیں یہ اعزاز عطا کرے گا۔

☆ جو بچوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔
(رسولِ خدا۔ بحار الانوار۔ جلد 75)

۱۲۔ اسی تقریب میں اس بات کا خیال رکھیے کہ کوئی نافرمانئ خدا، کس گیدرنگ، اسراف اور شوبازی نہ ہو تاکہ بچے کے لئے وہ دن اسلامی یادگار اور مبارک دن قرار پاسکے۔

۱۳۔ اسی طرح بچے کی دیگر سالگرہ کی تقاریب میں بھی اسلامی تہذیب وثقافت واحکام کا خیال کیا جائے بچوں کی تعلیم وتربیت اگر اسلام کو چھوڑ کر اغیار کے طور طریقوں پر ہوگی تو وہ بڑا ہو کر صرف دنیا کے چند ٹکوں کے حصول میں اپنی زندگی گذارے گا اور یہ نعمتِ اولاد کی سخت ناشکری ہوگی۔

۱۴۔ روزانہ سونے سے پہلے جو سورہ یاد ہیں اُن میں سے کچھ کی تلاوت بچوں سے کروائیں ، اور اُسے سمجھائیں کہ سوچو آج کا دن کیسا گذرا؟ کیا نیک کام کیئے؟ کتنے بُرے اور غلط کام کیئے؟ کسی کو تکلیف تو نہیں پہنچائی؟ کسی بڑے کی شان میں بے ادبی تو نہیں کی۔؟

۱۵۔ والدین کی ذمہ داریوں میں سے ایک عظیم ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی اولاد کو خاص طور پر دینی مسائل سے روشناس کروائیں اور کم از کم اتنا علم ضرور دلوائیں کہ وہ حلال وحرام میں تمیز کرسکیں۔

اصول نمبر 11

بچے کی جسمانی تربیت میں مندرجہ ذیل اُمور کا خیال رکھیئے

۱۔ جسمانی تربیت میں کھیلوں کی بہت اہمیت ہے۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ:

”اپنے بچے کو 7 سال تک خوب کھیلنے کو دو“۔ (الوسائل الشیعہ)

مناسب اوقات پر ورزش اور کھیلوں کے مندرجہ ذیل فائدے بچہ حاصل کرتا ہے:

1۔ نظم وضبط سیکھتا ہے۔

2۔ اسکول کی تھکا دینے والی پڑھائی کے لئے توانائی حاصل کرتا ہے۔

3۔ جسمانی اعضاء کے استعمال کی وجہ سے active فعال زندگی گذارنے کا عادی بنتا ہے۔

☆ رسولِ خدا صبح سویرے اپنی اولاد اور نواسوں سے پیار کیا کرتے تھے۔
(بحارالانوار۔ جلد 104)

4۔ غیر ضروری جسمانی اور نفسیاتی توانائی کا اخراج کھیلوں کے ذریعے ہوتا ہے۔

5۔ بچے کو ایسے کھیل کھیلنے کی ترغیب دینی چاہیئے جس میں اس کی خوب بھاگ دوڑ اور ورزش ہو۔ نہ کہ یہ ہو کہ وہ فقط کمپیوٹر پر بیٹھا کھیلتا رہے یا t.v اور موبائل فون سے چمٹا رہے۔

6۔ بچے کے لئے ایسے کھلونے لے کر آئیں جس میں ذہنی آزمائش بھی ہو نہ صرف یہ کہ ریموٹ کنٹرول سے چلنے والے کھلونے جس میں بچے کا رول فقط ایک تماش بین کا سا ہوتا ہے۔

7۔ بچے کی جسمانی تربیت میں بہت اہم اس کی نیند کا پورا ہونا بھی شامل ہے۔ بعض چھوٹے بچوں کو مکمل طور پر 11 سے 12 گھنٹے کی نیند درکار ہوتی ہے۔ راتوں کو دیر تک جاگنا اور نامکمل نیند کے ساتھ اسکول کے لئے اُٹھنا ان کی اسکول میں کارکردگی کو بہت متاثر کرتا ہے اور چڑچڑا پن، بدتمیزی، گھبراہٹ اور دیگر نفسیاتی امراض Depression پیدا کر سکتا ہے۔

8۔ بچے کی جسمانی تربیت میں رات کو جلد سونا اور صبح سویرے اُٹھنے کی عادت ڈلوانا والدین کا بچے پر ایک احسانِ عظیم ہوتا ہے۔ دیر سے سو کر اُٹھنا اسے دنیا و آخرت کے تمام امور میں پیچھے کر دے گا۔

9۔ والدین کو چاہیئے کہ وہ بچوں کے ساتھ خود بھی کھیلیں اس طرح بچوں کا **I.Q** زیادہ بہتر ہو جاتا ہے۔ رسولِؐ خدا خود امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ساتھ اُن کے بچپن میں کھیلا کرتے تھے۔

10۔ بچے کو بہت زیادہ آرام دہ اور پُر تعیش زندگی کا عادی نہ بنائیں ورنہ وہ ایک سست، کاہل اور بہانے باز اور ذمہ داریوں سے جی چرانے والا بن جائے گا۔

11۔ البتہ یاد رہے کہ کھیل کود بہت زیادہ دورانیہ پر محیط نہ ہو، زیادہ بوجھ اور مشقت میں مبتلا کرنے والا نہ ہو۔

امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے فرمایا

انسان کی رفیقۂ حیات گردن میں ڈالے جانے والے ایک طوق کی طرح ہے
اب تم خود فیصلہ کرو کہ کیسا طوق اپنی گردن میں ڈالنا پسند کرو گے
(لعنت کا طوق یا رحمت کا)۔۔ (مستدرک۔ باب ۱۳)

☆ سب سے بُرا باپ وہ ہے جو اولاد سے محبت اور احسان کرنے میں حد سے تجاوز کرے۔
(امام محمد باقرؑ)

سزا کم سے کم دیں

ا۔عموماً جسمانی یا دیگر سزائیں بچے پر اچھا اثر نہیں ڈالتیں نہ ہی اسے زیادہ اصلاح کی طرف مائل کرتی ہیں بلکہ سزائیں مندرجہ ذیل خرابیاں پیدا کرتی ہیں۔

ا۔ بچہ ہٹ دھرم ، ضدّی اور سرکش ہو جاتا ہے۔

۲۔اس کی عزّتِ نفس سخت مجروح ہو جاتی ہے۔

۳۔ بچہ سزا دینے والے سے سخت بدظن اور متنفر ہو جاتا ہے۔

۴۔ بچہ بزدل ہو جاتا ہے۔

۵۔ بچہ اُس برائی کو کسی کے سامنے کرنے کے بجائے چھپ کرانجام دیتا ہے۔

۶۔سزا سے بچنے کے لیے بچہ جھوٹ ،فریب اور ریاکاری کا سہارا لینے لگتا ہے۔

۷۔سزا دینے سے بچہ مزید بُری باتیں سیکھتا ہے مثلاً اگر اُس سے کوئی چیز ٹوٹ جائے اور باپ انتہائی غصّے میں مارنے کے انداز میں اُس سے بازپرس کرے گا تو بچہ کبھی بھی سچ نہیں بولے گا بلکہ اس سختی اور سزا سے بچنے کے لئے ضرور جھوٹ بولنا سیکھ جائے گا۔

اور اگر کبھی سزا دینا ضروری ہو جائے تو مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

ا۔سب کے سامنے سزا دینے سے اجتناب کیا جائے۔

۲۔ غصّے میں فوراً سزا نہ دی جائے کچھ انتظار کیا جائے۔

۳۔سزا دینے میں مبالغہ آرائی اور جھوٹ کا سہارا نہ لیا جائے۔

۴۔ایسی دھمکیاں نہ دی جائیں جن پر عمل درآمد نہ ہو سکے۔

☆ سب سے گھٹیا انسان وہ ہے جو دوسروں کی توہین کرے۔ (مولا علیؑ۔ بحارالانوار۔104)

۵۔ سزا دیتے وقت اس کے بُرے عمل کے نقائص بتا کر اسے سرزنش کی جائے۔

۶۔ سزا کو آخری حربے کے طور پر استعمال کیا جائے۔

۷۔ جس وجہ سے بچے نے غلطی کی ہے اس کا اصل سبب تلاش کر کے پہلے اُسے دور کیا جائے۔

۸۔ سزا ضروری نہیں ہے کہ جسمانی ہی ہو۔ کبھی زبانی، کبھی سخت نگاہ یا بچے سے کچھ وقت کے لئے بات چیت بند کر دی جائے یا بچے کو جیب خرچ نہ دیا جائے۔

۹۔ والدین خود سزا دیں اُس کے کسی بڑے بھائی یا بہن کو یہ ذمہ داری نہ سُپرد کی جائے۔

۱۰۔ بچے کی ہر غلطی پر فوراً سزا دینا صحیح نہیں ہے۔

۱۱۔ سزا دیتے وقت اپنے جذبات اور غصّے پر مکمل کنٹرول ہونا چاہیئے۔ اپنا غصہ یا دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے بچے کو سزا نہیں دینی چاہیئے۔

۱۲۔ سزا اس وقت دی جائے جب غصہ ذرا ٹھنڈا ہو جائے تو مصنوعی غصہ پیدا کر کے سزا دے لیں کیونکہ غصہ میں حد سے تجاوز ہو جاتا ہے اور مصنوعی غصّے میں حد سے گذرنا نہیں پڑتا۔

۱۳۔ سزا میں اس کی اصلاح مدنظر رکھی جائے مثلاً اسطرح کی سزائیں دی جاسکتی ہیں کہ جیسے دو رکعت نمازِ توبہ پڑھوانا، لکھنے کے لئے چند صفحات دے دینا، ڈکشنری سے مشکل الفاظ کے معنیٰ تلاش کروانا۔

۱۴۔ غلطی پر اُن کے ہاتھوں کو پکڑ کر مارنا، یا پیچھے سے آکر تھپڑ مارنا یا منہ پر تھپڑ مارنا۔ سزا دینے میں سخت غلطیاں شمار کی جاتی ہیں۔

۱۵۔ یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ سخت الفاظ کی بہ نسبت اصلاح کے لئے نرم کلمات زیادہ موٴثر اور مناسب ہوتے ہیں۔

۱۶۔ جس کے دل میں سخت الفاظ و طنز کے تیروں سے چھید اور سوراخ کر دیئے جائیں وہاں اصلاح وغیرہ کی بات کیسے رک سکے گی۔

☆ جب معلم بچے سے کہتا ہے کہ بسم اللہ پڑھو اور جب بچہ بسم اللہ کو اپنی زبان پر جاری کرتا ہے تو خداوندِ عالم اس بچے کو اس کے والدین اور اُستاد سمیت دوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے۔

(رسولِ خدا۔ بحارالانوار۔ جلد 89)

۱۷۔ بچہ اگر غلطی کے بعد معافی مانگے تو سزا دینے کی بجائے اُسے معاف ہی کیا جائے۔ قرآن کی 114 سوروں میں سے فقط ایک سورہ، سورہ برأت سے پہلے بسم اللہ نہیں ہے۔ اس میں یہ پیغام بھی ہے کہ معاشرتی زندگی میں عفوو درگذر، شفقت، محبت ورحمت ہی کو اصل مقام حاصل ہے۔

بچے کے بڑے ہوجانے پر باپ اپنا رعب کم کردے

بچہ جیسے جیسے بڑا ہوتا جائے باپ اپنا رعب کم کرتا جائے اور دوستانہ رویّہ اختیار کرے، ماں بچی کی سہیلی بن جائے۔ بچہ کے بڑے ہونے پر اُسے مارنا سخت نقصان دہ ہوتا ہے اور اس کے باغی ہونے کا سبب بنتا ہے۔

البتہ کبھی کبھار ہلکی پھلکی مار جو شریعت کے دائرے میں ہو اور دیت واجب نہ کرے، ضروری ہوجاتی ہے۔

حضرت لقمانؑ فرماتے ہیں کہ: "ضَرْبُ الْوَالِدِ کَمَطَرِ السَّمَآءِ لِلزَّرْعِ"۔

"باپ کا ادب کی تعلیم کے لئے اولاد کو مارنا کھیتی کے لئے آسمان کی بارش کی مثل ہے"۔

اصول نمبر 13

مائیں دودھ پلاتے وقت اِن امور کا اہتمام کریں

(۱) پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ مائیں ڈبے کے دودھ کے بجائے بچوں کو اپنا دودھ پلائیں کیونکہ بچے میں دودھ پلانے والی ماں کے کمالات ظاہر ہوتے ہیں۔

دودھ کے ساتھ نورِ معرفت بچے کے اندر جاتا ہے۔ ماں بے دین ہو اور احکاماتِ الٰہی کی پابند نہ ہو تو دودھ کے ساتھ بے دینی بچے کے اندر منتقل ہوتی ہے۔

ایک صحابیؓ نے رسول اللہؐ سے پوچھا یا رسول اللہؐ:

اللہ نے آپؐ کو قوّتِ خطابت اور قوّتِ گویائی بدرجۂ کمال عطا فرمائی ہے۔

☆ لوگوں میں سب سے خوش نصیب وہ ہے جس کا میل جول اچھے لوگوں کے ساتھ ہو۔
(مولا علیؑ۔ غرر الحکم)

رسولِ خدا نے فرمایا:

"تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کس خاتون کا دودھ پیا ہے یہ خاندانِ بنی سعد کی ایک نیک خاتون حلیمہ سعدیہ کے دودھ کی تاثیر ہے"۔

پہلا مسئلہ آج کل کی ماؤں کا یہ بھی ہے کہ وہ بچے کی غذا اپنے سینے سے دینے کی بجائے ڈبے کے دودھ سے مہیا کرتی ہیں جس کی وجہ سے اکبر الہ آبادی کو یہ کہنا پڑا کہ:

اولاد میں کیا آئے خو ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

ماں کو اگر دودھ پلانے کا اجر و ثواب معلوم ہوتا تو شاید اِس عظیم نیکی سے روگردانی نہ ہوتی رسولِ خدا کے فرمان کے مطابق ماں کو ہر دفعہ دودھ پلانے پر اولادِ اسماعیلؑ سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب وہ دودھ پلانے سے فارغ ہوتی ہے تو ایک فرشتہ اس کے پہلو پر ہاتھ مار کر کہتا ہے کہ زندگی نئے سرے سے شروع کرو کہ تمہارے سارے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔

(وسائل الشیعہ جلد 21)

اتنے عظیم ثواب کے باوجود حیرت ہوتی ہے کہ حقوقِ نسواں کے سیمینار میں دھواں دار مقالے پڑھنے والی مائیں اپنے بچے کو انصاف نہیں دے پاتیں اور اس کے حق شیرِ مادر سے اُسے محروم کر دیتی ہیں۔

رسولِ خدا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"مسلمان عورت کو دودھ کے پہلے گھونٹ کے بدلے جو وہ اپنے بچے کو پلاتی ہے ایک جان کو زندگی بخشنے کے برابر اَجر و ثواب ملتا ہے"۔

صرف اُخروی فائدے ہی نہیں بلکہ ماں کے لئے دنیاوی فائدے بھی بہت زیادہ ہیں۔ بچے کو دودھ پلانے والی ماؤں کو بچہ دانی اور سینے کے سرطان کا عارضہ کم ہی لاحق ہوتا ہے۔

بچے کی پیدائش کے پہلے 24 گھنٹے میں جو دودھ آتا ہے جسے Clostrum کہتے ہیں وہ

☆ میں بچوں کو سلام کرتا ہوں تاکہ سلام کرنا اُن کا معمول بن جائے۔
(رسولِ خدا۔ آئینِ تربیت۔ ابراہیم امینی)

بہت مقوّی اور جراثیم کُش ہوتا ہے جو اُسے بڑے ہونے تک Infections سے بچاتا ہے اور Antibodies بچے کے اندر پہنچ جاتی ہیں۔

دورانِ حمل جو وزن بڑھتا ہے وہ دودھ پلانے والی عورتوں میں جلد پرانی حالت پر واپس چلا جاتا ہے اُس کے لئے یہ دودھ پلانے کا عمل ایک بہترین مانع حمل بھی ہے۔ اور بچہ دانی بھی جلد اپنی پرانی حالت پر واپس چلی جاتی ہے۔

بچے کو دودھ نہ پلانے والی مائیں بچے کے جوان ہونے پر دودھ نہ بخشنے کی دھمکی بھی نہیں دے سکتیں کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

''وہ گھاس جو کہ باغوں میں پیدا ہوتی ہے اُس گھاس کی طرح نہیں ہوسکتی جو جنگلات میں پیدا ہوتی ہے اور ایسے بچوں سے کسی کمال کی کیا توقع کی جاسکتی ہے جو ناقص ماؤں کے سینے سے دودھ پئیں''۔

ماؤں کو حق نہیں ہے کہ وہ اپنے ذاتی فائدے یا خیالِ خام یا بدن کو صحیح رکھنے کی وجہ سے بچے کو اُس کی روزی سے محروم کریں۔ ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ خشک دودھ اور حیوانات کے دودھ کو اپنے دودھ کے نعم البدل کے بہانے کے طور پر استعمال کریں۔

② دودھ پلاتے وقت ماں کا باوضو ہونا

جس کا اہتمام ماں کو ضرور کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ بچے کو دودھ پلاتے وقت باوضو رہے۔ کئی مثالیں ہیں کہ دنیا کے متقی باعمل اور صاحبانِ علم کی مائیں ہمیشہ اُنہیں باوضو رہ کر دودھ پلایا کرتی تھیں۔

آیت اللہ شیخ جعفر شوستری جیسا عالمِ عارف جن کی نصیحتیں لوگوں کے دل و دماغ پر فوراً اثر کرتی تھیں لوگوں نے ان کی والدہ سے پوچھا کیا آپ اپنے بیٹے سے خوش ہیں؟ فرمایا نہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا کیوں؟ تو فرمایا:

''میں نے دوسال کی دودھ پلائی کی مدّت میں اُنہیں ایک بار بھی وضو کے بغیر گود نہیں لیا اور نہ ہی بغیر وضو اُنہیں کبھی دودھ پلایا۔ اور میری آرزو تھی کہ وہ اخلاق و کردار میں امام جعفر صادقؑ کی شبیہ

بنیں مگر وہ صرف جعفر شوستری ہی بن سکے"۔

آیت اللہ بر جردیؒ جیسے عظیم مرجع کی والدہ بھی ہمیشہ اُنہیں باوضو ہو کر دودھ پلاتی تھیں ایک رات اُنہیں غُسل کی حاجت تھی مگر شدید سردی کی رات میں گرم پانی کا اہتمام نہ تھا اُنہوں نے ٹھنڈے پانی ہی سے غُسل کیا اور پھر بچے کو دودھ پلایا۔ اُن کی ماں کی ایسی مخلصانہ زحمتوں نے دنیائے اسلام کو ایسا فرزند عطا کیا جس نے علمی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا.....

شیخ مرتضیٰ انصاریؒ جیسے عالم کی والدہ کو جب لوگوں نے اُن کی علمی جلالت پر مبارک باد دی تو اُنہوں نے فرمایا:

"اگر یہ مقامِ نبوّت پر بھی فائز ہو جاتا تو مجھے کوئی تعجب نہ ہوتا یہ تو پھر درجۂ اجتہاد ہے"۔

یہ بات سن کو لوگ حیران ہوئے اور وضاحت چاہی تو اُنہوں نے فرمایا:

"کہ اُن کی تربیت میں سب سے معمولی بات یہ تھی کہ اُس پورے عرصے میں، مَیں نے کبھی اُسے بغیر وضو دودھ نہیں پلایا۔ جب وہ کھانا کھانے کے قابل ہوئے تو اُن کو نوالہ بھی بغیر وضو نہیں کھلایا۔ اگر ایک وضو ٹوٹا نہ بھی ہوتا تھا تو بھی (اَلْوُضُوْ عَلَی الْوُضُوْ نُوْرٌ "عَلیٰ نُوْرٍ) کے مصداق تجدید وضو کیا کرتی تھی"۔

ایک زمانہ تھا کہ شہرِ شیراز کی ماؤں نے وہاں کے بچوں کی ایسی تربیت کی تھی کہ وہاں کے نانبائی بغیر وضو کبھی تندور پر روٹیاں نہ لگاتے تھے۔ اور حدیثِ کساء پڑھ کر اور وضو کر کے تندور پر روٹیاں لگانے بیٹھتے تھے۔

جو مائیں دودھ پلانے سے پہلے وضو کی معمولی سی محنت کے نتیجے میں اتنے بڑے فائدے کی طرف متوجہ نہ ہوں وہ بھلا تربیت کے بعد کے مشکل امور کو کب انجام دے سکتی ہیں۔

اور جب یہ اہم ترین مرحلہ گذر جائے گا اور ایک بگڑی ہوئی اولاد اس کے سامنے کھڑے ہو کر زبان درازی کرے گی تب اُسے احساس ہو گا کہ کسی طرح وہ ماضی میں چلی جائے اور اپنی اُس غلطی کی تلافی کر دے جو اُس نے دودھ پلائی کے زمانے میں انجام دی تھیں مگر افسوس اس مرحلے کو اب واپس نہیں لایا جا سکتا۔

☆ ہم اپنے بچوں کو 5 سال کی عمر میں نماز پڑھنے پر آمادہ کرتے اور 7 سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ (امام باقرؑ۔ وسائل الشیعہ۔ جلد 3)

جو مائیں ابھی دودھ پلائی کے مرحلے میں ہیں وہ خوش قسمت ہیں اس وقت سے فائدہ اُٹھائیں اور جو اس مرحلے سے گذر گئیں ہیں وہ بھی مایوس نہ ہوں اور تربیت کے دیگر طریقوں پر بھرپور طریقے سے عمل کریں۔

3. دودھ پلائی کے عمل کے دوران ماں تلاوتِ قرآن یا دعائیں پڑھتی رہے یا سنتی رہے۔

بعض دعائیں مثلاً صحیفہ کاملہ سے امام سجادؑ کی تعلیم کردہ والدین کی بچے کے حق میں دُعا پڑھتی رہے۔ دُعائے امام زمانہؑ پڑھے، بچے کے لئے امام مانہؑ کی فوج کا سپاہی بننے کی دعا کرے اور پھر قدرتِ خدا کا تماشا دیکھے کہ ماشاء اللہ بچہ کیا بنتا ہے۔؟

4. دودھ پلانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے اور گناہوں سے توبہ کرے۔

5. خندہ پیشانی اور تبسم و مسکراہٹ کے ہمراہ دودھ پلائے، یہ عمل بچے کے ذہن پر بہت اچھا اثر چھوڑے گا وہ عورت جو پہلے ہی گھر کے جھگڑوں سے تنگ دل ہو اور رات کو بچہ دودھ کے لئے روئے تو جھنجلاہٹ اور غصّے میں دودھ پلائے تو یہ عمل بچے کو گستاخ اور جھگڑالو بنادے گا۔

6. دودھ پلانے میں ماں تمام پریشانیوں سے پیچھا چھڑالے

7. شوہر کو چاہیئے کہ اس کے بچوں کو دودھ پلانے والی ماں کی خطاؤں وغلطیوں کو معاف کرے اور گھر میں غصّہ نہ کریئے ورنہ یہ عمل اس کے بچے کی نفسیات کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگا۔

اصول نمبر 14

ماں باپ بچے میں بعض اچھی عادات کو راسخ کروادیں۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں: اَلْعَادَةُ طَبْعٌ ثَانٍ ...... ''عادت ایک دوسری فطرت بن جاتی ہے'' نیکیاں کرنے کی عادت بچے کی روح پر ایسے ملکوتی اثرات چھوڑے گی جو اسے کسی انحراف اور گمراہی کی

☆ ہر وقت کی ڈانٹ پھٹکار اور لعنت ملامت سے بچے کے سینے میں بغاوت کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔ (مولا علیؑ۔ تحف العقول۔ ص 84)

طرف جانے ہی نہ دیں گے اور اُسکی شیطان سے حفاظت کریں گے۔

بہترین عادات کی چند مثالیں یہ ہیں :

۱۔ صدقہ دینے کی عادت...... روزانہ صبح اسکول جانے سے پہلے اور رات کو سوتے وقت بچے کے ہاتھ سے صدقہ دلوائیں۔ باپ کھلے پیسوں کا ہر ماہ اہتمام کرے تاکہ کسی دن بچے کا ناغہ نہ ہو اور آہستہ آہستہ صدقہ دینا اسکی ایک پختہ عادت بن جائے۔

۲۔ دوسروں کو سلام میں پہل کرنے کی عادت۔

۳۔ شکریہ ادا کرنے کی عادت۔

۴۔ روزانہ کچھ نہ کچھ آیات اور سورہ کی تلاوت کی عادت۔

۵۔ روزانہ دعائے سلامتی امام زمانہؑ (اَللّٰھُمَّ کُنْ لِوَلِیِّکَ الْحُجَّة) پڑھنے کی عادت۔

۶۔ جلد سونے کی عادت۔

۷۔ اپنے کام کو اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت۔

۸۔ اسکول و مدرسہ میں Regular رہنے کی عادت۔

۹۔ جمعہ کے دن غسل جمعہ کرنے کی عادت۔

۱۰۔ بچہ اگر ذرا بڑا ہو جائے تو نمازوں کی اوّل وقت میں ادائیگی کی عادت۔

۱۱۔ کوئی کامیابی ملے، نعمت ملے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا شُکْراً لِلّٰہِ کہنے کی عادت۔

۱۲۔ کوئی بھی اچھی چیز یا خوش کرنے والی خبر سُن کر سُبْحَانَ اللہ کہنے کی عادت۔

۱۳۔ سونے سے پہلے کوئی نہ کوئی دُعا پڑھنے یا مرحومین کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنے کی عادت۔

۱۴۔ آگے بڑھ کر دوسروں کی مدد کرنے کی عادت۔

۱۵۔ ہر 6 ماہ بعد ماں باپ کا گھر کی زائد چیزیں، کپڑے جوتے بچے کے ساتھ ملکر جمع کرنا اور انہیں غریبوں کو دینا تاکہ اس طرح بچے میں دوسروں کی مدد کا جذبہ ایک عادت بن جائے۔

جب لوگ گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو خداوند عالم اہلِ زمین پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے مگر جب جوانوں کو نماز (مسجد) کی طرف جاتے اور بچوں کو قرآن سیکھتے ہوئے دیکھتا ہے تو سب پر رحم فرماتا ہے اور عذاب میں تاخیر فرماتا ہے۔ (مولا علیؑ۔ من لایحضرہ الفقیہ۔ جلد۲)

۱۶۔ عقیق کی انگوٹھی پہننے کی عادت۔

۱۷۔ دوسروں کو پانی پلانے کی عادت۔

۱۸۔ بزرگوں کے آنے پر احترام میں کھڑا ہوکر استقبال کرنے کی عادت۔

۱۹۔ماں باپ کے کام کرنے یا اُن کی خدمت کرنے کی عادت۔

ماں باپ بچپن سے بچے کو اپنی خدمت کی عادت ڈلوائیں۔ بچے کو خدمتِ والدین کے فوائد بتائیں، خدمتِ والدین کے اَجر و ثواب کے واقعات معصومینؑ، واقعاتِ علماء اور نیک لوگوں کے واقعات سنائیں کہ ماں باپ کی خدمت سے اُن کو کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں اور والدین کو اذیت پہنچانے کے کیا کیا نقصانات اور عذاب ہوتے ہیں۔

بچہ جب ماں باپ کا کوئی کام کرے یا خدمت کرے تو اسے خوب پیار کریں، دعائیں دیں، دوسروں کے سامنے اسکا تذکرہ کریں۔تا کہ وہ اس عمل کو حوصلہ افزائی کی وجہ سے انجام دینے کی عادت بنالے۔اور بڑا ہوکر خدمتِ والدین اس کے لئے نامانوس نہ ہو۔

۲۰ ۔ دوسروں کو اپنے ہاتھوں سے پانی پلائے۔

۲۱۔ بچہ نماز سے پہلے اپنے اور اپنے والدین کے کپڑوں پر خوشبو لگائے۔

۲۲۔ نمازوں کے اوقات میں بچہ گھر میں با آوازِ بلند اذان دے۔

۲۳۔ اگر آپ کو تلاوتِ قرآن کرنا ہے تو بچے سے کہیں کہ ادب و احترام سے قرآن لے کر آئے۔

۲۴۔ بچہ اپنے لئے اور آپ کے لئے جاءِ نماز بچھائے۔

۲۵۔ کسی غریب کو کچھ دینا ہو تو بچے کے ہاتھ سے دلوائیں۔

مولائے کائنات علی ابنِ ابی طالبؑ نے فرمایا:

میں نے خدا سے خوبصورت اور خوش قامت بچے طلب نہیں کئے بلکہ میں نے پروردگار سے دعا کی کہ مجھے ایسے فرزند عطا فرما جو خدا کے اطاعت گزار اور اس سے خوف کھانے والے ہوں تاکہ جب بھی میں انہیں اطاعتِ الٰہی میں مشغول دیکھوں تو میری آنکھوں کو ٹھنڈک ملے۔۔

(بحارالانوار۔جلد۱۰۱)

۲۶۔ بچہ اپنے نانا، نانی یا دادا، دادی کے ہاتھوں کو بوسہ دے۔ اُن کی دعاؤں سے بچہ ہر شرِ شیطان سے محفوظ رہے گا۔

۲۷۔ سجدہ گاہ اگر میلی ہو جائے تو اُس سے صاف کروائیں۔

۲۸۔ بچے کی اچھی عادات کا تذکرہ دوسروں کے سامنے کریں تاکہ اُس کی حوصلہ افزائی ہو۔

۲۹۔ بہت سے کام اگرچہ والدین خود اپنے ہاتھ سے کر سکتے ہیں مگر اولاد کو اپنی خدمت کا موقع دینا اُن کی دنیاوی و اُخروی زندگی میں کامیابی کے لئے بہت ضروری ہے۔

۳۰۔ بڑی اولاد کی ذمّہ داری ہونی چاہیئے کہ وہ بیماری میں والدین کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جائیں اُن کے لئے دوائیں خرید کر لائیں۔

۳۱۔ ادھر اُدھر آنے جانے، سودا سلف لانے میں اولاد کو Involve رکھا جائے تاکہ اُن کا احساسِ ذمّہ داری بیدار رہے۔

۳۲۔ بجلی، گیس کے بل وغیرہ جمع کرانا اُن کی ذمّہ داری میں شامل ہو۔

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جو شخص ایک عورت کا انتخاب فقط اسکی خوبصورتی کیلیئے کرتا ہے، وہ جو کچھ چاہتا ہے اُس میں نہیں پاتا۔ اور جو شخص ایک عورت سے فقط اسکی دولت کی خاطر شادی کرتا ہے خدا اُسے اسکے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ لہٰذا تم پر لازم ہے کہ ایک باایمان اور دیندار ہمسر کا انتخاب کرو۔

(وسائل الشیعہ۔ جلد۳)

☆ کم عقل اور بیوقوف عورت کے ساتھ شادی کرنے سے بچو کیونکہ زندگی اس کے ساتھ مصیبت اور دردِ سر ہے اور اُس سے پیدا ہونے والے بچے تباہ ہو جائیں گے۔ (مولا علیؑ۔ وسائل الشیعہ۔ جلد15)

والدین بچے کی دینی تربیت کے لئے تلاش و کوشش کر کے ایک بہترین اُستاد کا انتظام کریں یا کسی بہترین دینی مدرسے میں اسکا داخلہ کروادیں۔ مناسب اور بہترین اُستاد کے لئے اگر باپ کو کچھ مناسب پیسے خرچ کرنا پڑیں تو بھی یہ گھاٹے کا سودا نہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ:

''اپنے بچوں کو احادیث سکھانے میں تیز رفتاری سے کام لو اِس سے پہلے کہ مرجیہؑ (گمراہ لوگ تم سے غلط عقائد کو راسخ کرنے میں) تم سے بازی لے جائیں''۔ (اصولِ کافی جلد 6)

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا:

''خدا قیامت کے دن ماں اور باپ کو بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا، تو وہ عرض کریں گے کہ ہمارے رب ہم پر یہ فضل و کرم کیوں؟ ہمارے اعمال تو اِس قابل نہیں ہیں۔ تو اُن سے کہا جائے گا کہ: ''یہ اجر اِس وجہ سے ہے کہ تم نے اپنے بچے کو قرآن کی تعلیم دی تھی، اُسے دینِ اسلام کی بصیرت عطا کی تھی اور اُس پر رسولِ خدا اور اُس کے ولی حضرت علیؑ کی محبت کے سلسلے میں محنت و مشقت کی تھی اور اُسے فقہِ اسلامی کی تعلیم دی تھی''۔ (مستدرک الوسائل جلد 1 صفحہ 290)

عذابِ جہنّم سے حفاظت :

ایسے بہترین معلّم کی تربیت سے والدین کو اِسقدر ثواب ملتا ہے کہ رسولِ اسلام فرماتے ہیں کہ:

''جب معلّم بچے کو بسم اللہ کی تعلیم دیتا ہے تو خدا اُستاد، بچے اور اُس کے والدین کو عذابِ جہنم سے محفوظ فرما دیتا ہے''۔

☆ 7 سال تک اپنے بچے کو کھیلنے کی اجازت دو اور 7 سال سے آدابِ زندگی سکھاؤ۔
(امام جعفر صادقؑ۔ بحار الانوار۔ جلد 10)

اگر والدین کچھ محنت کر کے ایک صحیح معلّم کا انتظام کرلیں تو بُرے ماحول کا پروردہ بچہ بھی نیک ہوسکتا ہے۔ یزید ملعون کے گھر کے بُرے ترین ماحول میں پرورش پانے والا یزید کا بیٹا ایک صحیح معلّم کی تربیت سے تبدیل ہوگیا اور جب اُسے یزید کے واصلِ جہنم ہونے کے بعد حکومت کی پیشکش ہوئی تو اُس نے یہ کہہ کر یہ پیشکش ٹھکرادی کہ کاش میں ایسی دنیا ہی میں نہ آیا ہوتا کہ یزید جیسے باپ کا بیٹا ہوتا۔ یہ کہہ کر اتنا غم کیا کہ نوجوانی ہی میں انتقال کرگیا۔

بنواُمیّہ سے تعلّق رکھنے والے عمرابن عبدالعزیز کو اِسوقت حکومت ملی جب سابقہ سب حکمران مولاعلیؑ پر 70 سال تک سبّ وشتم کرتے رہے۔ اُنہوں نے 6 ماہ کے قلیل عرصے میں بہت سی برائیوں کو ختم کیا جن میں ایک مولاعلیؑ پر سب وشتم بھی ختم کروایا، وہ خود کہتے تھے کہ میں اگر کوئی اچھا کام انجام دیتا ہوں تو یہ میرے معلّم کی صحیح تربیت کی وجہ سے ہے۔

متوکّل عباسی کا بیٹا معتضد امام علی نقیؑ کا شیعہ تھا، اگر چہ اسکا وراثتی کردار سیاہ تھا مگر صحیح معلّم صحیح مدرسہ کی تربیت نے اسکو تبدیل کردیا اور اُس نے اپنے دشمنِ اہلِ بیتؑ باپ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔

مولاعلیؑ کی وصیّت :

والدین اس بات کو سمجھیں جو مولاعلیؑ نے اپنے بیٹے امام حسنؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ''بیشک کم سن بچے کا دل اُس خالی زمین کی مانند ہے جس میں جو بیج بھی ڈالا جائے اُس کو قبول کرلیتی ہے، لہٰذا اِس سے پہلے کہ تمہارا دل سخت ہوجائے اور تمہارا ذہن دوسری باتوں میں الجھ جائے میں نے تمہیں تربیت دینے اور آداب سکھانے کے لئے قدم اُٹھایا''۔

☆ امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے فرمایا

عورت کی برکت اس کے اخراجات کم ہونا اور اسکا اچھی اولاد پیدا کرنا ہے اور اسکی نحوست اسکے اخراجات زیادہ ہونا اور اسکا بُری اولاد پیدا کرنا ہے۔ (وسائل الشیعہ۔ جلد۳)

☆ بچے کے لئے ماں کے دودھ سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ (رسولِ خداؐ۔ مستدرک)

مولا علیؑ نے یہ بھی فرمایا کہ: ''کوئی سرمایہ اور میراث ادب سے بالا نہیں ہے''۔

اب پڑھانے والے اور تربیت دینے والے اُستاد کی بھی یہ ذمّہ داری ہے کہ وہ بچے کو تعلیم دینے کو ایک خدائی مشن اور ذمّہ داری سمجھے۔

رسولِ خداؐ سے مشابہت :

دوسروں کو تعلیم دینے اور تعلیماتِ دین سکھانے کا کام رسولِ خداؐ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور فرمایا ہے کہ: ''بِالتَّعْلِیمِ اُرْسِلْتُ ''یعنی میں تعلیم دینے کے لئے بھیجا گیا ہوں''۔ ایسا اُستاد بچے کو فقط زبردستی کر کے پڑھاتا نہیں ہے بلکہ اُس میں شوق بیدار کرتا ہے اُستاد کے دل میں اگر خلوص و محبت کی چاشنی ہو تو یہ بات بھگوڑے بچے کو بھی چھٹی کے دن سبق پڑھنے کے لئے آمادہ کر سکتی ہے۔

اصول نمبر 16

اولاد کو کسی بھی طرح نمازی بنا دیں۔

خواہ انعام، حوصلہ افزائی، تحائف خواہ ڈرا کر یا لالچ دے کر اُسے نماز کا پابند بنا دیں

اولاد کے نمازی ہونے کی دعائیں مانگیں۔

اگر ماں باپ مختلف طریقوں کو اختیار کر کے اپنی اولاد کو بچپن ہی سے نماز کا عادی بنا دیں تو یہ نماز اب برائیوں سے خود اُن کی حفاظت کرے گی اور خدانخواستہ اگر بگڑ بھی جائیں تو ایک حد سے زیادہ خراب نہ ہوں سکیں گے۔ اور نماز اُنہیں واپس نیکی کی طرف لے آئے گی۔

قرآن میں پروردگارِ عالم ارشاد فرماتا ہے کہ: وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ (سورہٗ طٰہٰ 132)

''اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو''

قرآن میں حضرت اسماعیلؑ کی خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ: ''وہ اپنے اہل و عیال کو نماز کی تلقین کرتے تھے''۔ (سورہٗ مریمؑ 55)

☆ بچے کو لوگوں کے سامنے نصیحت کرنا اُس کی شخصیت پر کاری ضرب لگانے کے مترادف ہے۔
(مولا علیؑ۔ غرر الحکم)

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اہل وعیال کے لئے دُعا کی تھی کہ: "اُنہیں نماز گزاروں میں قرار دے"۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ (سورہ ابراہیمؑ آیت 40)

(اے میرے رب! مجھے نماز قائم رکھنے والا قرار دے اور میری اولاد میں سے بھی)

رسولِ خدا نے اِسی وجہ سے فرمایا کہ:

" اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دو "

اولاد کو نمازی بنانے کا بہترین طریقہ :

اولاد کو نمازی بنانے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ بچے کے ماں باپ اور دیگر گھر والے نمازوں کی خوب پابندی کریں۔ بچہ جتنا دیکھ کر سیکھتا ہے اتنا زبانی وعظ ونصیحت سے نہیں سیکھتا۔ جب بچپن ہی سے والدین کو نماز پڑھتا دیکھے گا تو وہ خود بخود اُن کی نقل کرے گا۔

قرآن میں ایک جگہ پروردگارِ عالم نے اپنے حبیبؐ کو مخاطب کر کے فرمایا:

وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا (سورہ طٰہٰ 132)

" اور اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور خود بھی اُس کے پابند رہو "

اس آیت میں خدا نے عجیب ترتیب رکھی ہے۔ بظاہر یہ ہونا چاہیئے کہ پہلے خود نماز قائم کریں اور پھر اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں لیکن یہاں ترتیب الٹ دی ہے کہ پہلے اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور پھر خود اُس کی پابندی کریں اور اس ترتیب میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ آپ کا اپنے گھر والوں کو یا اولاد کو نماز کا حکم دینا اُس وقت تک فائدہ مند نہیں ہوگا جب کہ آپ اُن سے زیادہ اُس کی پابندی نہیں کریں گے۔

حوصلہ افزائی اور انعامات :

نماز کا پابند بنانے کے لئے ماں باپ کو پیار، تحفے، انعامات، حوصلہ افزائی، تعریف، ڈانٹ ڈپٹ اور بعض اوقات ہلکی پھلکی مار اور ناراضگی کا سہارا لینا پڑ سکتا ہے۔ نمازِ فجر کی پابندی پر خصوصی انعام دینا۔ ایک ماہ یا ایک سال میں ایک نماز بھی قضا نہ ہونے پر مزید خصوصی انعام واکرام سے نوازنا۔ اولاد کے لئے

☆ اپنے گھروں میں کبوتر رکھو کیونکہ تمہارے بچے جِنّات سے نقصان پہنچنے سے بچ جاتے ہیں۔
(رسولِ خدا۔ بحار الانوار۔ جلد 42)

ابتدائی طور پر نماز کی پابندی میں انتہائی مؤثر ثابت ہوگا اور کچھ عرصے بعد نماز کی عادت ہو جائے گی پھر بغیر انعام کے بھی وہ اس عمل کو انجام دیں گے اور بڑے ہونے پر مکمل اخلاص کے ساتھ انجام دیں گے اور والدین اس ثواب جاریہ میں برابر کے حصّہ دار ہوں گے۔

اصول نمبر 17

بچے کے بڑے ہونے کے بعد بھی اس سے محبت کا اظہار کرنے میں بخل نہ کریں۔

بعض ماں باپ جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو اس سے تو اظہارِ محبت کرتے ہیں اور بچہ جب نوجوان یا کچھ بڑا ہو جائے تو اظہارِ محبت تدریجاً کم کرتے چلے جاتے ہیں بلکہ جب وہ اور بڑا ہو جاتا ہے تو بالکل ترک کر دیتے ہیں۔

سمجھتے ہیں کہ اب یہ بڑا ہو گیا ہے اظہارِ محبت سے بگڑ جائے گا۔ بڑے ہونے کے بعد کسی اظہارِ محبت کی ضرورت نہیں ہے جبکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ بچے بڑے ہونے پر بھی ماں باپ کے اظہارِ محبت سے خوش ہوتے ہیں اور اُن کی بے مہری پر افسردہ ہوتے ہیں۔

حدیث کساء میں بھی جگہ جگہ **یَا قُرَّةَ عَینِی** (اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک) ، **وَ ثَمَرَةَ فُؤَادِی** (اے میرے میوۂ دل) کے الفاظ اولاد سے اسی طرح کے اظہارِ محبت کے پیغام کے طور پر بھی آتے ہیں۔

پیغمبرؐ اسلام بھی گاہے بگاہے حضرت فاطمہؑ سے اُن کے بڑے ہونے پر بھی محبت بھرے الفاظ استعمال کرتے تھے، محبت کا یہ حال تھا کہ اظہار کر کے فرماتے تھے کہ:

''فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے، جو اُسکو ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا''

شادی کے بعد بھی جب کبھی آپ گھر آتیں اپنی فرطِ محبت میں اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر اُنکا استقبال کرتے، پیشانی چومتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

☆ بڑا ہی خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی کمائی پاک و پاکیزہ ہو۔۔

(رسولِؐ خدا۔ تاریخ یعقوبی)

اولاد سے اظہارِ محبت نہ کرنے کا نقصان

والدین بڑے بچوں کی اظہارِ محبت کی نفسیاتی ضرورت کو محسوس کریں۔ بڑے ہونے پر ماں باپ کی طرف سے اظہارِ محبت کی ترسی ہوئی بیٹی جب کسی اوباش کی طرف سے محبت بھرے الفاظ سن لیتی ہے تو بڑے آرام سے اُس کے جھانسے میں آجاتی ہے۔ اُس کے اِس دھوکہ میں آنے کا ایک بڑا سبب والدین کا اولاد سے اظہارِ محبت کو ترک کرنا ہوتا ہے۔

رسولِؐ اسلام فرماتے ہیں: جب تم کسی کو پسند کرتے ہو تو اس سے اپنی محبت کا اظہار بھی کرو، اظہارِ محبت سے صلح وصفائی وجود میں آتی ہے اور وہ تمہیں ایک دوسرے کے نزدیک کرتی ہے۔۔

(مستدرک الوسائل جلد۲ ص ۶۷)

اصول نمبر 18

بچے کے عقائد کی مضبوطی اور روحانی تربیت کے لئے کام کیجئے

والدین پوری کوشش کریں کہ بچے کے عقائد بگڑنے نہ پائیں اور اتنا کام کیا جائے کہ کہا جائے کہ والدین نے عقائد کی دُرستگی کے لئے کام کیا ہے۔ بچے کو کمیونسٹوں، غالیوں، مقصروں، ملنگوں، بے دینوں اور فاسق وفاجر افراد کے ہاتھ لگنے سے بچایا جائے۔

اذان واقامت ولوریاں

بچے کی پیدائش کے وقت اس کے کان میں اذان دینا دراصل عقائدِ حقہ سے اُس کی روح کو روشناس کرانا ہے۔ یہ اصل میں ایمان کا وہ بیج ہے جو کان کے ذریعے ہر بچے کے دل میں اُتارا جاتا ہے۔ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔

☆ سچ بولنا انسان کو نجات دلاتا ہے اور جھوٹ انسان کو تباہ وبرباد کردیتا ہے۔۔
(رسولِؐ خدا۔ صحیفۂ پنجتنؑ)

اس لحاظ سے ولادت کے بعد اذان و اقامت اور مرنے کے بعد تلقین سنا کر فطرت کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ کان وہ واحد عضو ہیں جو سب سے پہلے اپنا کام شروع کرتے ہیں۔ عقائدِ حقہ کو بچپن ہی سے بچے کے دل و جان میں اُتارنے کے لئے ایمان افروز الفاظ پر مشتمل لوریاں بچے کی روحانی نشو و نما میں بہت بڑا کردار ادا کرتی ہیں۔

اِک اِک تارہ گھگھوتارا۔ طرح کی لایعنی اور عبث الفاظ پر مشتمل لوریاں بچے کو نہ سنائیں۔

اللہ ایک ہے، پنجتنؑ پانچ ہیں، امامؑ بارہ ہیں، معصومؑ چودہ ہیں اسطرح کی لوریاں یا اللہ اللہ حق اللہ، لا الہ الا اللہ خاص rhythm اور خوش الحانی سے سنائیں۔

چند اہم اقدامات

☆ بچے کو کھانا کھلاتے وقت اُس سے پوچھیں کہ یہ سب نعمتیں کس نے دیں ہیں اُسے بتائیں اللہ نے۔ کس کے وسیلے سے ہمیں پہنچائیں۔؟ اُسے بتائیں کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے وسیلے سے۔

☆ بچے کو گاہے بگاہے قیامت، جنت، دوزخ، دجّال، شیطان کے متعلق روزانہ کچھ نہ کچھ بتائیں تاکہ وہ عملی زندگی میں دینی اور روحانی اعتبار سے ہوشیار ہو سکے اور وہ اپنی معلومات کو عمومی زندگی کے مسائل پر منطبق کر سکے۔

ایک دفعہ ایک مچھیرا اپنی چھوٹی بیٹی کے ساتھ کشتی میں بیٹھا مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔ وہ جو مچھلیاں پکڑ کر کشتی میں ڈالتا اُس کی بیٹی وہ اُٹھا کر دوبارہ دریا میں پھینک دیتی۔ باپ حیران ہوا، پوچھا بیٹی تم ایسا کیوں کر رہی ہو تو کہنے لگی کہ بابا رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ: ''مچھلی جب ہی جال میں پھنستی ہے جب وہ اللہ کے ذکر سے غافل ہو''۔ مجھے اچھا نہیں لگا کہ ایسی مچھلی کھاؤں جو ذکرِ خدا سے غافل رہی ہو۔

☆ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی محبت بچے کے دل میں پیدا کریں۔ جب انکا ذکر آئے تو سب گھر والے بلند آواز سے درود پڑھیں۔ خود بخود اُنؑ کی محبت دل میں ترقی کرے گی۔

☆ سستی و کاہلی سراسر تباہی کی بنیاد ہے۔۔ (رسولِ خدا۔ صحیفۂ پنجتنؑ)

☆ اسے ہمیشہ یاد دلاتے رہیں کہ خدا ہر حال میں اُنہیں دیکھ رہا ہے تنہائی میں، گھر میں، اسکول میں، کسی دوسرے کے گھر میں، ہر جگہ۔ اسے بتائیں کہ ہمارے بُرے اعمال امامِ زمانہ کو سخت غمگین کر دیتے ہیں۔

☆ بچے کی روحانی تربیت میں بچے کو سخاوت کی عادت ڈالیں تاکہ بڑا ہو کر وہ اس عظیم صفت کا حامل ہو جائے جو اکیلے بھی اسے جنت لے جانے کے لئے کافی ہے۔ اسکول کے لنچ میں اُس کو کچھ زیادہ چیزیں دیں اور اُسے بتائیں کہ اگر تم اپنے دوستوں کو بھی اِس میں سے دو گے تو اللہ تمہیں اور زیادہ دے گا۔

☆ بچہ جب بولنے کے قابل ہو تو پہلا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اُسے کہلوائیں۔ اُس کی تربیت کا بیج اس جملے سے پڑ جائے گا، ذہن میں جم جائے گا کہ میں اُس اللہ کا بندہ ہوں۔

کان اور آنکھ کے ذریعے جو بات ہو جاتی ہے وہ دل تک پہنچتی ہے۔ کانوں کو دل کا قیف کہا گیا ہے یعنی جو بات کان کے ذریعے آئی وہ قیف کے ذریعے دل میں اُتر گئی۔ اب جب آنکھوں سے گھر کا اسلامی ماحول دیکھے گا تو وہ بھی ذہن پر نقش ہو جائے گا۔

☆ بچے کو سمجھائیں کہ یہی اعضاء جن کے آرام و سہولت کے لئے ہم گناہ کرتے ہیں کل یہی ہمارے خلاف قیامت میں گواہی دیں گے۔

☆ بچے کو ترغیب دیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں، دوستوں، سہیلیوں اور بھائی بہنوں کے لئے دُعا کرے۔

☆ بچے کے پاس اگر دو چیزیں ہیں مثلاً دو کھلونے ہیں تو ایک کھلونا کسی دوسرے بچے کو دلوایئے۔ کئی جوڑی جوتے ہیں تو ایک ماسی/ چوکیدار یا ڈرائیور یا کسی غریب کے بچے کو دلوایئے۔ ضرورت سے زائد چیزوں کو روک کر رکھنے سے نفرت پیدا کروانے کی کوشش کریں۔

☆ چھوٹے چھوٹے سورہ بچے کو یاد کروائیں۔ غرض ہر نیکی کی عادت بچے کی روحانیت کو قوی کرتی جائے گی اور بلوغ کے بعد وہ ایک مضبوط راسخ العقیدہ اور بلند کردار کا مالک ہوگا۔

☆ غصہ عقلوں کو بگاڑ دیتا ہے۔۔ (رسولؐ خدا۔ صحیفۂ پنجتنؑ)

اصول نمبر19

اگر اولاد بالکل نہ سمجھ رہی ہو تو اولاد کے لئے مندرجہ ذیل چیزیں ضرور انجام دیں

1. اولاد کو اہم اُمور سمجھانے اور نصیحت کرنے سے پہلے تاثیر کے لئے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کریں کہ اے میرے اللہ میں آج اپنے بیٹے یا بیٹی کو سمجھانا چاہتا ہوں آپ ہی اس کے دل میں میری بات اُتار دیں۔ پروردگار تو ہی دلوں کا مالک ہے محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کا واسطہ، میرے بیٹے/ بیٹی کو ہدایت دے دیجئے۔
اِس دُعا کے بعد جو چیزیں سمجھانا چاہتے ہیں سمجھائیں انشاء اللہ ضرور کامیابی ہوگی۔ بس سمجھاتے وقت اس بات کو یقینی بنائیں کہ لہجہ بالکل نرم اور غصہ سے پاک ہو۔
کیونکہ حق بات، حق نیت اور حق طریقے سے کہی جائے تو ضرور موثر ہوتی ہے جہاں بات موثر نہیں ہوتی وہاں ان تین باتوں میں سے کوئی ایک ضرور مفقود ہوگی یا تو بات حق نہ ہوگی یا نیت حق نہ ہوگی یا حق طریقے سے نہ کہی گئی ہوگی۔

2. اگر اولاد نہ سمجھ رہی ہو اور آپ سے بدکلامی کر رہی ہو تو خدا سے استغفار کریں۔ اور غور کریں کہ کہیں آپ نے تو کبھی اپنے والدین کے سامنے ایسی بدتمیزی یا بدکلامی سے کام نہیں لیا تھا کہ کہیں یہ مکافاتِ عمل کے تحت آپ کو سزا دی جارہی ہو۔ اگر والدین حیات ہوں تو آپ اُن سے معافی مانگیں یا بہترین سلوک کے ذریعے اُن کا دل جیت کر توبہ و استغفار کے ذریعے ماضی کی اُس غلطی کی تلافی کریں۔

3. کوشش کریں کہ پانی میں اگر زمزم ملا کر ایک دُعا پڑھ کر اس پر پھونک ماریں اور وہ پانی سب گھر والے پئیں تو انشا اللہ پینے والے ہر خرابی اور بیماری سے نجات پائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَ سُقْمٍ

☆ فرزند کے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ باپ اُسے قرآن مجید کی تعلیم دے۔۔
(مولا علی۔ نہج البلاغہ)

4 حضرت امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص سورۂ صف کو اولاد کے اطاعت گذار ہونے کی نیت سے 107 مرتبہ تلاوت کرے تو اسکی اولاد اُس کی مطیع و فرمانبردار ہو جائے گی''۔

5 رسولِ خدا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''جو سورۂ یونسؑ کو لکھ کر گھر میں رکھے اور گھر میں موجود تمام افراد کا نام لے تو اگر اُن میں کوئی عیب یا نقص ہوگا تو وہ ظاہر ہو جائے گا (اور وہ اپنی اصلاح کر سکے گا)۔

اصول نمبر 20

تربیتی کاموں کو جامع منصوبہ بندی اور مشاورت کے ساتھ انجام دیں

گھر والوں، رشتہ داروں، اسکول و مدرسہ کو اعتماد میں لیں۔ اُن کی عمر، اور ہر بچے کے مطابق تربیت الگ ہوگی۔

پیغمبرِ اسلام فرماتے ہیں کہ:

''وہ گھر جو حکیمانہ منصوبوں اور پروگرامز سے خالی ہو وہ ویرانہ اور خراب ہوتا ہے''۔

والدین کو چاہئیے کہ وہ گھر والوں، اور قریبی رشتہ داروں کو اعتماد میں لیں۔ بچوں کی پرابلمز کو اُن سے Share کریں۔ مشورہ مانگیں۔ پھر جو آپس میں طے کریں اس پر عمل درآمد شروع کریں اس طرح بچے کی تربیت میں بہت سے لوگ ذمہ داری محسوس کریں گے اور اس کو بگڑنے سے بچا سکیں گے۔

اِسی طرح اولاد کے اچھے دوستوں سے بھی Meetings کریں اور اُن کو بھی اعتماد میں لے کر بیٹے یا بیٹی کی پڑھائی یا اخلاقی خرابیوں کو Discuss کریں اور اُن سے مشورہ لیں تاکہ وہ بھی اِس پر خصوصی نگاہ رکھیں اور تربیتی عمل ہر طرح سے مکمل ہو جائے۔

اپنی اولاد کے لئے دعائیں کریں

یہ عمل سنتِ انبیاؑء ومعصومینؑ ہے۔اس آسان کام میں نہ تو پیسے خرچ ہوتے ہیں اور نہ جان مارنا پڑتی ہے۔اگر والدین اولاد کے لئے خوب دعاؤں کا اہتمام کرلیں تو بگڑی ہوئی اولاد کا نیک ہوجانا کوئی بعید نہیں ہے۔

سورۂ فرقان آیت 74 میں ارشاد ہوتا ہے :

''اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہماری بیویوں اور اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا فرما اور ہم کو متّقین کا پیشوا بنادے....''۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوجاتی ہے کہ خدا کے مقبول بندے فقط اپنے نفس کی اصلاح اور اعمالِ صالحہ ہی پر قناعت نہیں کرلیتے بلکہ اپنے اہل وعیال کی بھی اصلاحِ اعمال کی فکر وکوشش کرتے ہیں۔

قرآنی دعائیں

سورۂ ابراہیمؑ آیت 40 میں ہے کہ:

''اے میرے رب! مجھ کو بھی نماز کا خاص اہتمام رکھنے والا بنادیجئے اور میری اولاد کو بھی اے ہمارے رب اور میری یہ دُعا قبول کرلیجئے''۔

سورۂ ابراہیم آیت 35 میں ہے کہ:

''اے میرے رب! مجھ کو اور میرے فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھنا''۔

سورۂ آلِ عمران آیت 38 میں ہے کہ:

''میرے پروردگار آپ مجھے اپنی طرف سے پاکباز اولاد عطا فرمایئے''۔

☆ خوبصورت بچہ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بیویوں کو کھجور کھانے کے لئے دی جائیں۔
(حضرت امام جعفر صادقؑ ۔بحار۔جلد63)

یہی وجہ ہے کہ شبِ زفاف کی دُعاؤں میں دلہن کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس دُعا کو پڑھنے کی تاکید آئی ہے جو بحارالانوار جلد 103 میں مذکور ہے۔

''خدایا مجھے میری امانت مل گئی ہے اور عقدو نکاح کے قوانین کے مطابق وہ مجھ پر حلال ہوگئی ہے اب اس سے مجھے سالم اور مبارک فرزند (اولاد) عطا فرما اور شیطان کو میری اولاد سے دور اور ناامید فرما''۔

اور جب حمل ظاہر ہو تو وہ دُعا کرے جو والدۂ مریمؑ نے کی تھی جو سورۂ آلِ عمران کی آیت 35 ہے

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَافِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ج اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ O

ترجمہ: ''جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے میرے پروردگار! جو بچہ میرے پیٹ میں ہے میں اسکو تیری نذر کرتی ہوں اور اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی بس تو اسے قبول فرمالے، یقیناً تو سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

ہم نے آج تک کوئی ماں ایسی نہ دیکھی جس نے خدا کے دین کے لئے اولاد کو وقف کرنے کی نذر مانی ہو اور پھر ایسا کر کے بھی دکھایا اور اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھا ہو۔ کوئی باپ ایسا نہیں دیکھا کہ جس نے کہا ہو کہ بیٹا فکر نہ کرو تمہارا سارا خرچ میں اُٹھاؤں گا جاؤ تم دین کا کام کرو۔

نجانے مومنین میں ایسے والدین کب پیدا ہوں گے؟

صحیفۂ کاملہ سے ایک دعا:

☆ ان قرآنی دُعاؤں کے علاوہ والدین صحیفۂ کاملہ سے امام زین العابدینؑ کی اولاد کے حق میں والدین کی دُعا پڑھنے کا ضرور اہتمام کریں۔

عملِ اُمّ داؤد :

☆ اس کے علاوہ ماں اپنی اولاد کے لئے مفاتیح الجنان سے عملِ اُمّ داؤد کرنے کا بھی اہتمام کرے۔

☆ بااخلاق اور خوب سیرت بچہ پیدا کرنے کے لئے عورت کو ناشپاتی کھلائیں۔
(رسولِ خدا۔ بحار جلد 63)

سورۂ حمٓ کی تلاوت :

☆ حضرت امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں:

''جو سورۂ حمٓ کو اولاد کے اطاعت گذار ہونے کی نیت سے 107 مرتبہ تلاوت کرے تو اسکی اولاد مطیع و فرمانبردار ہو جائے گی''۔

سورۂ یوسف لکھ کر گھر میں رکھنا :

رسولِ خدا ارشاد فرماتے ہیں کہ : ''جو سورۂ یوسف کو لکھ کر گھر میں رکھے اور گھر میں موجود تمام افراد کا نام لے تو اگر اُن میں کوئی عیب یا نقص ہو گا وہ ظاہر ہو جائے گا (اور وہ اپنی اصلاح کر سکے گا)''۔

واجب نماز کے بعد سورۂ قدر کی تلاوت :

☆ شیخ کلینیؒ نے امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''جو شخص ہر فرض نماز کے بعد سورۂ قدر کے تلاوت کرے تو خدا اس کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی جمع کر دے گا اور اسکو، اس کے والدین کو اور اس کی اولاد کو بخش دے گا''۔

سورۂ نور کی تلاوت :

☆ حضرت امام جعفر صادقؑ کی روایت کے مطابق سورہ مبارک نور کی تلاوت کرنے سے اس کی ناموس اور عزّت محفوظ رہتی رہے گی اور اگر ہر رات اس سورہ کو پڑھے گا تو اسکے گھر والوں میں سے کوئی بھی مرتے دم تک زنا سے آلودہ نہ ہوگا۔

سورۂ بقرہ کی تلاوت :

☆ رسولِ خدا ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت ہو شیطان وہاں سے فرار ہو جاتا ہے''۔

لہٰذا مندرجہ بالا تمام دعائیں، قرآنی سورہ اور قرآنی آیات اولاد کی تربیت میں مکمل خلوص کے ساتھ انجام دینا ہیں کہ خدا کی مدد کے بغیر کوئی کام انجام نہیں پا سکتا۔

اصول نمبر 22

تربیتِ اولاد کے سلسلے میں والدین اپنا مطالعہ بڑھائیں

مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ بہت مفید ہے جو اُردو زبان میں بھی دستیاب ہیں۔

1۔ اصولِ تربیت......علامہ ابن حسن نجفی

2۔ تربیتِ فرزند......آیت اللہ حسین مظاہری

3۔ گھر ایک جنت......اُستاد حسین انصاریان

4۔ آئینِ تربیت......آیت اللہ ابراہیم امینی

5۔ تعلیم و تربیت کے سنہری اصول......رضا فرہادیان

6۔ داستانِ ازواج و تربیت......آقائے مہدی شمس الدین

7۔ بچے کی تربیت...... مولانا رضا غفاری

8۔ اولاد نیک کیسے ہو؟...... ڈاکٹر حکیم مبارک علی

9۔ بچوں کی تربیت...... شیخ علی مدبّر نجفی

10۔ تربیتِ اولاد...... مولانا جان علی شاہ کاظمی

☆ نیکی کرنے سے عمر بڑھ جاتی ہے اور گناہ کرنے سے روزی چھن جاتی ہے۔
(رسولِ خدا۔ صحیفۂ پنجتنؑ)

11۔مثالی ماں...... مرکزِ علم وعمل قم

12۔والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داریاں......رضا فرھادیان

13۔تربیتِ اولاد اور جدید تحقیقات......محمد انور بن اختر

14۔اپنے بچے کی دماغی قوت بڑھایئے......گویلم رابرٹس

15۔پیارا گھر...... آقائے حسین مظاہری

16۔اسلام وتربیتِ اولاد......شیخ عبداللہ ناصح علوان

اِن کتابوں کے علاوہ بھی بچوں کی نفسیات بچوں کی صحت اوراُن کی ذہنی ومذہبی تربیت پرمبنی دیگر کتابیں، مقالےاور معلومات مسلسل بڑھاتے رہیں۔

جوان والدین کمپیوٹر اورانٹرنیٹ کے متعلق بھی اپنی معلومات میں اضافہ کریں تا کہ نئ تحقیقات اور نئی مفید معلومات بھی حاصل ہوں اور بچوں کی کمپیوٹر Activities پر نگاہ رکھی جا سکے اور اولاد بھی والدین کو دقیانوس اور پرانے زمانے کا سمجھ کراُن کی باتوں کونظر انداز نہ کرے۔

غیر شادی شدہ نوجوانوں کواور جن کی شادی قریب ہو ازدواج، گھر داری، انتخابِ ہمسر، اور تربیتِ اولاد کی پیشگی معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔آج کی لڑکی کل کی ماں ہے،آج کا یہ کھلنڈرا نوجوان کل کا ذمہ دار باپ ہے۔اس ماں اوراس باپ کوآج ہی سے کھانے پینے، رہنے سہنے، آنے جانے، تربیت وایمان میں غور وفکر کرنا چاہیئے اوراپنی معلومات بڑھانا چاہئیں تا کہ اُس کی پاسداری سے پاک صحیح وسالم اور باادب اولاد پیدا ہو۔

پہلے سے شادی شدہ اورصاحبِ اولاد افراد اور بزرگوں اور دینی درد رکھنے والی تنظیموں کونوجوانوں کے لئے ایسے دروس اور پروگرامز، سیمنار وغیرہ منعقد کرنے چاہئیں جو نوجوانوں کے لئے مفید ہوں۔

تا کہ وہ نوجوان علم وعمل وتقویٰ و پرہیز گاری سے آراستہ ہوکر اس مقدّس رشتۂ ازدواج کے بندھن میں بندھیں۔اگر نوجوان خصوصاً لڑکی بے ادب، بدتمیز، بدچلن، پھوھڑ، بے پرواہ، بے حجاب ہوگی تو اُس

☆ بدزبان اور گالیاں دینے والا مومن کہلانے کا حقدار نہیں۔۔

(رسولِ خدا۔صحیفۂ پنجتن)

سے پیدا ہونے والی اولاد کا سعادت مند ہونا بہت مشکل ہے۔ ایسی ہی عورتوں کے بارے میں رسولِ خدا کا ارشاد ہے کہ: ''اگر وہ آخری زمانے میں سانپ اور بچھو پیدا کریں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ بچے پیدا کریں''۔

یعنی جہالت و فسق و فجور کے کارخانے سے کبھی سعادت مند انسان پیدا نہیں ہو سکتے۔

اصول نمبر 23

اولاد کی نفسیاتی تربیت کیجئے

ا۔ بعض اوقات والدین غیر شعوری طور پر بچوں کو نافرمانی پر ابھارتے ہیں۔

مثلاً کسی امر میں سنجیدگی اور مستحکم انداز سے بات کرنے کے بجائے منت سماجت کر کے اور ڈرا دھمکا کر یا بچے کے مطالبے کو پورا کر کے یا کسی چیز کا وعدہ کر کے بات منواتے ہیں اُن تمام رویوں کی وجہ سے بچہ اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ نافرمانی کی جا سکتی ہے۔

لہٰذا والدین کو چاہیئے کہ وہ بچوں و نوجوانوں کے سامنے اپنے مطالبات کو سنجیدہ اور مستحکم طریقے سے اِس انداز میں بیان کریں جس میں بچے سے محبت و احترام کا رویہ بھی ہو والدین کا لہجہ و طرزِ عمل کھوکھلا یا اعتماد سے خالی نہ ہو۔

۲۔ مارنے پیٹنے کے نفسیاتی اثرات بہت بُرے ہوتے ہیں اس سے حتیٰ الامکان پرہیز کیا جائے اس رویے سے بچہ جھوٹ بولنا سیکھتا ہے اور بڑا ہو کر وہ اپنے تعلقات والدین سے توڑ کر نفسیاتی طور پر اپنی زندگی اُن سے جدا کر لیتا ہے۔

بچوں اور جوانوں کی بدتمیزی کے سامنے غصّہ کا مظاہرہ اور اُن پر سختی تربیت کے سب سے نقصان دہ راستوں میں سے ایک ہے۔

۳۔ نفسیاتی تربیت میں بچے سے محبت آمیز الفاظ اور حوصلہ افزائی اُنہیں مایوسی سے نکال کر کامیابی کی راہوں پر ڈالتی ہے۔

☆ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا خدا کے غضب و ناراضگی کو دور کرتا ہے۔
(حضرت فاطمہ زہراؑ۔ صحیفۂ پنجتنؑ)

۴۔ماں باپ ایک دوسرے سے بچوں کے سامنے مسلسل خلوص، انتہائی ادب واحترام کا خیال کریں۔ آپس میں دونوں کا عزت واحترام کا سلوک اولاد میں نفسیاتی طور پر سرایت کرے گا۔

۵۔ بچے کی چیزوں کو استعمال کرنے سے پہلے اُس سے اجازت لیں یا راضی کریں اس سے بچہ اپنا احترام اور اہمیت محسوس کرے گا۔

۶۔ بچوں کو چھوٹی پریشانیاں اُنہیں خود ہی حل کرنے دیں فوراً اُن کی مدد کے لئے نہ دوڑ پڑیں اِس سے نفسیاتی طور پر بچہ کمزور ارادے کا، بزدل اور ڈرپوک بن جائے گا۔

۷۔ بچے کے سامنے لوگوں کے اچھے و نیک کاموں کا ذکر، شجاع افراد کی بہادریوں کا ذکر بہترین صفات رکھنے والے اور علم و عمل کے حامل افراد کا ذکر اُن کو نفسیاتی طور پر بلند ہمت بناتا ہے۔

۸۔ بچے کا عزّت واحترام ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہئیے رسولِ خدا امام حسنؑ و امام حسینؑ کی خاطر نماز کے سجدوں کو طول دے دیتے تھے۔ کبھی بچوں کی کسی وجہ سے نماز کو جلد ختم کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ:

''اپنے بچوں کا احترام کرو اور اُن کے ساتھ ادب اور اچھے طریقے سے پیش آؤ''

کیونکہ یہ عزّت و احترام بچے پر نفسیاتی اعتبار سے تربیت میں بہت بڑے فائدے کا حامل ہے۔

۹۔ بچوں کی شرارتوں کو ہمیشہ منفی طور پر نہ لیا جائے۔ اُن کی چستی اور پھرتیلا پن اور اُچھلنے کودنے پر اُنہیں نہ ٹوکا جائے۔

رسولِ خدا فرماتے ہیں: ''کتنا اچھا ہے کہ بچہ کمسنی میں چست و تیز ہوتا کہ بڑا ہوکر پرسکون اور باوقار شخصیت حاصل کر سکے''۔

یعنی بچے کو یقیناً چست و تیز ہی ہونا چاہئیے ۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ''بچپن میں بچے کا شریر و چاق و چوبند ہونا مستقبل میں اُس کے عقلمند ہونے کی نشانی ہے''۔

☆ مجھے کسی کی غیبت سننے سے سخت نفرت ہے۔۔

(امام حسنؑ۔ صحیفۂ پنجتنؑ)

۱۰۔ بچے کی تعریف وحوصلہ افزائی بچے کو نفسیاتی طور پر بہت مضبوط بناتی ہے مگر اس تعریف میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے:

1۔ تعریف بچے کی نہ ہو اُس کے اچھے کام کی ہو۔

2۔ وہ کام واقعی تعریف کے قابل ہو وقتی طور پر بچے کو خوش کرنے کے لئے بلاوجہ تعریف نہ کی جائے۔

3۔ حوصلہ افزائی وتعریف رشوت کے طور پر نہ کی جائے۔ مثلاً یہ نہ کہیں کہ اگر تم اپنے بھائی کو نہیں مارو گے تو تم کو ٹافی ملے گی۔ اس صورت میں بچہ سوچ سکتا ہے کہ اگر ٹافی نہ ملی تو وہ بھائی کو مار سکتا ہے۔

4۔ بچے نے اگر محنت سے کوئی کام مکمل کیا ہو تو سب کے سامنے تعریف بہت ہوتی ہے۔

5۔ ہر وقت تعریف نہیں ہونی چاہیئے اس سے وہ خود پسند اور مغرور بن سکتا ہے۔

6۔ حوصلہ افزائی تعریف فقط وسیلے کے ذریعے ہو اور اسے ہدف کی شکل نہ دی جائے کہ وہ اس تعریف کو سننے کے بعد ہی اپنے کاموں کو انجام دیں۔

۱۱۔ کوشش کریں کہ گھر میں حتیٰ الامکان کم قوانین بنائیں۔ لیکن بہتری کے لئے گھر میں بنائے گئے اہم قوانین پر سختی سے عمل پیرا ہوں۔ اگر ہر چھوٹی بڑی بات کو قانون کے طور پر رائج کریں گے تو بچہ سمجھ نہیں پائے گا کہ کون سی چیز اہم ہے۔

مثلاً راتوں کو دیر تک جاگنے پر پابندی یا رات گئے دوستوں کے پاس سے آنے پر کوئی مناسب سختی پر مبنی قانون بنایا جاسکتا ہے کہ رات گئے گھر سے باہر رہنا یا دیر تک جاگنے پر پابندی ہے۔

۱۲۔ بچے جب خوشگوار اور اچھے موڈ میں ہوں تو یہ وقت نصیحت کرنے کا یا یاد دہانی کرانے کا بہترین وقت ہے کیونکہ بچے کا دل اس وقت نصیحت یا یاد دہانی کی قبولیت کے لئے آمادہ ہوتا ہے۔

۱۳۔ بچہ جب تھکا ہوا ہو یا سست ہو اس وقت اسے کسی کام کے لئے مجبور نہ کریں اس سے وہ آپ کی نافرمانی پر اُتر آئے گا۔

☆ معاف کردینا بہت بڑی نیکی ہے۔۔(مولا علیؑ۔صحیفہ پنجتنؑ)

۱۴۔ بچے کا ذہنی یا دماغی طور پر یا اسکول میں پڑھائی میں کمزور ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔

کتنے ہی بچے ایسے گزرے ہیں جو ابتدائی طور پر کند ذہن اور اسکول میں کمزور رہتے تھے مگر بعد میں ایسے کام کر گئے جو بڑے بڑے ذہین اور پوزیشن ہولڈرز بھی نہ کر سکے۔

بچے کو سازگار ماحول اور آسانیاں مہیا کریں انشا اللہ وہ بعد میں تبدیل ہو جائے گا۔ اس سے مایوس ہو کر اُسے بُرا بھلا کہنے سے وہ نفسیاتی طور پر مزید دباؤ کا شکار ہو جائے گا۔ ایسے بچوں کو حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے ڈانٹ پھٹکار کی نہیں۔

۱۵۔ بچے کے کاموں یا غلط فیصلوں پر اُسے لعنت ملامت نہ کریں۔ مثلاً بچے سے کوئی چیز بازار سے منگوائی اور وہ غلط لے آیا تو مت کہیں کہ گدھے یہ کیا اُٹھا لاتے ہو۔ بہتر ہے کہ تم سے آئندہ کوئی کام ہی نہ کہا جائے۔

کوئی اپنی پسند سے کپڑا خرید لائے تو کبھی نہ کہیں کہ اس پینڈو کو دیکھو یہ کیسی گھٹیا چیز اُٹھا لایا ہے۔ اس سے اسکا دل ہو سکتا ہے کہ ٹوٹ جائے کہ شاید وہ ساری زندگی کسی صحیح چیز کا انتخاب نہ کر سکے۔

ایسے الفاظ نفسیاتی طور پر بچے کے دل پر نہ مٹنے والی سیاہی سے لکھ دیئے جاتے ہیں وہ سوچتا ہے کہ واقعی میں بیوقوف ہوں جو سب مجھے ڈانٹتے رہتے ہیں۔

۱۶۔ بچے کی نگرانی اس طرح سے کریں کہ اُس کو یہ پتا نہ چلے کہ آپ اس کی خفیہ نگرانی کر رہے ہیں لیکن بچے پر یہی ظاہر کریں کہ آپ اُسے بہت نیک و پارسا ہی سمجھتے ہیں کیونکہ والدین کی نگاہوں میں گر جانے سے نفسیاتی طور پر اُس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ بچے کی غلطی کو اپنی کسی غلطی کے ذریعے دور کرنے کی کوشش نہ کریں۔

۱۷۔ اپنے اور بچے کے درمیان ذہنی فاصلہ نہ رکھیں بلکہ دوستانہ رویہ رکھیں۔ بچے کے اسکول کی Parents teachers meetings میں ضرور شریک ہوں۔

۱۸۔ بچے کو عزم و ہمت سے بھرپور کہانیاں سنائیں اس سے بچے کے اندر کا خوف ختم ہو جائے گا۔

۱۹۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ بچہ اپنے سے زیادہ بڑے بچوں کو اپنا دوست نہ بنائے اس کے بُرے اثرات بچے پر پڑیں گے۔

۲۰۔ بچے کو کبھی کسی چیز سے نہ ڈرائیں مثلاً جن بھوت چڑیل۔ اللہ بابا، یا خیالی مخلوق وغیرہ سے۔

۲۱۔ بچے کی ہر خواہش کو ہرگز پورا نہ کریں اس سے بچہ خودسر اور بے صبرا ہو جائے گا۔

اصول نمبر 24
بچے یا نوجوان کی کبھی توہین نہ کریں

☆ وہ بچے جن کی شخصیت بچپن میں چیخ و پکار، گالم گلوچ سے مجروح ہوگئی ہو وہ بڑے آرام سے غیروں سے تعلق قائم کر لیتے ہیں اور بعض اوقات جرائم پیشہ افراد کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔

☆ بعض اساتذہ بُرے الفاظ کہہ کہ یا اُنہیں کلاس سے نکال کر، اُن کا مذاق اُڑا کر اُن کی بے عزّتی کر کے، دوسرے بچوں کے سامنے اُنہیں بے عزّت کر کے اُن کے دل سے تعلیم کی محبت نکال دیتے ہیں اور اُس کا دل تعلیم سے مکمل طور پر اُچاٹ ہو جاتا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اِس ڈانٹ پھٹکار، توہین و بے عزّتی پر وہ خاموش ہو جائے جواب میں کچھ نہ کر سکے مگر ہوسکتا ہے کہ جوان ہو کر راکھ میں بجھی چنگاری کی طرح یا کچھ عرصہ گذرنے کے بعد ایک اسپرنگ کی طرح کھل کر گناہ گار و سرکش ہو جائے اور اُس وقت پھٹ پڑے۔

☆ والدین یہ بات یاد رکھیں کہ بچے بڑوں سے زیادہ اپنی شخصیت کا احساس کرتے ہیں اُن سے وہی رویہ اختیار کرنا چاہیئے جو کسی بڑے عاقل کے لئے پسند کیا جاتا ہے۔

بچوں سے توہین آمیز سلوک کی چند مثالیں

۱۔لوگوں کے درمیان اُس کی غلطی یاد دلانا۔

۲۔دیگر رشتہ داروں کے سامنے اُسکی شکایتیں کرنا۔

۳۔اس سے کیئے گئے وعدوں کو اہمیت نہ دینا۔

۴۔اس کے سلام کا جواب نہ دینا۔

۵۔اُسے خود سے سلام نہ کرنا۔

۶۔دوسروں سے اُسکا موازنہ کرنا۔

۷۔اُس کو کپڑے جوتے ،موزے پہنانا یا لقمے بنابنا کراس کے منہ میں ڈالنا۔

۸۔اگر کوئی بچے سے کچھ پوچھے تو والدین کا آگے بڑھ کر اُس کی طرف سے جواب دینا۔

۹۔پوری توجہ سے اس کی بات نہ سننا۔

۱۰۔اس کے لئے الگ پلیٹ یا الگ کرسی نہ لینا بلکہ اسے اپنی گود میں بٹھانا یا اپنی پلیٹ ہی میں سے کھلانا۔

۱۱۔اُس کا مذاق اُڑانا۔

۱۲۔اس پر چیخنا چلانا۔

۱۳۔اس کی جستجو کو ڈانٹ پھٹکار یا فالتو کام نہ کرو کہ الفاظ کے ذریعے دبا دینا۔

۱۴۔اُس کی ہمت سے زیادہ نمبر لانے کی توقع کرنا۔

۱۵۔اُس کو اچھے نام والقاب سے نہ پکارنا۔

۱۶۔اُس پر غلط الزام لگانا کہ یہ چیز تم نے توڑی ہوگی۔

۱۷۔ہر وقت اپنی توقعات واُمیدیں اسے بتاتے رہنا۔

۱۸۔اُس کے کاموں پر بار بار تنقید،تنقید اور تنقید کرتے رہنا۔

☆ دین سے دوری اختیار کرنے والا اپنی تباہی کا خود ذمہ دار ہے۔۔

(امام حسینؑ۔صحیفۂ پنجتن)

۱۹۔اس سے جبراً و سختی سے کوئی کام کروانا۔

۲۰۔ ہر وقت حد سے زیادہ اُس کی ٹوہ میں لگے رہنا۔

۲۱۔کھانے پینے کے سلسلے میں اُنہیں بہت زیادہ بولنا اور اُن سے توقع رکھنا کہ وہ تمام کھانے پسند کریں اور کھائیں۔

اصول نمبر 25

تربیتی اُمور اُن والدین کے لئے جن کے بچے اب بڑے اور جوان ہو چکے ہیں

اولاد کی جلدی شادی کی فکر کریں

اس سلسلے میں بے جا اور غیر ضروری معیارات کو مدّ نظر نہ رکھیں Ideal شخصیت کا خیال نکال دیں۔آپ یا آپکی بیٹی یا بیٹا خود Ideal نہیں ہیں تو داماد اور بہو کے لئے آپ یہ شرائط کیوں لگاتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

''اس سے زیادہ سخت مصیبت کوئی اور نہیں کہ کوئی جوان مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی لڑکی سے شادی کی خواہش ظاہر کرے اور لڑکی کا باپ جواب دے دے کہ مجھے معاف کیجئے آپ مالی اعتبار سے میرے ہم مرتبہ نہیں ہیں۔۔(مستدرک الوسائل)

علی ابن اسباط نے امام محمد تقیؑ کو خط تحریر کیا کہ:

''مجھے اپنی لڑکیوں کے لئے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو (اخلاق و ایمان میں) میری طرح ہو کہ میں اُنہیں اس کے عقد میں دے دوں''۔

امامؑ نے جواب میں تحریر کیا:

''تم نے جو کچھ اپنی لڑکیوں کے بارے میں لکھا اس سے آگاہی حاصل ہوئی خدا تم پر رحمت کرے،لڑکی کے معاملے میں اسقدر احتیاط کی ضرورت نہیں ہے''۔

آنے والے رشتوں میں اسقدر نکتہ چینیوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لڑکیاں گھر بیٹھی رہ جاتی ہیں اُن کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ وقت کے ساتھ رنگ و روپ ختم ہو جاتا ہے اور ازدواجی زندگی کا موسم بہار رخصت ہو جاتا ہے"۔

جن لوگوں کا شادی میں ہاتھ ہوتا ہے اُنہیں چاہیئے کہ بے جا توقعات، زیادہ شرطیں لگانے، رسم و رواج اور اسراف سے کنارہ کشی کر کے صرف رضائے الٰہی کے حصول کیلیئے سہولت و آسانی سے کام لیں۔ شادی تربیتی امور میں بڑی اہمیت کی حامل ہے:

رسولِ خداؐ فرماتے ہیں:

"اپنے کنواروں کی شادی کر دو تا کہ خدا اُن کے اخلاق کو سنوار دے"۔

(ازدواج دراسلام)

رسولِ خداؐ نے نوجوانوں کو براہِ راست مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"جوانوں! جو بھی تم میں استطاعت رکھتا ہے اسے شادی کر لینا چاہیئے تا کہ تمہاری آنکھیں کم سے کم عورتوں کا تعاقب کریں اور تمہارا دامن پاکدامن رہے"۔ (ازدواج دراسلام صفحہ 14)

رسولِ خداؐ فرماتے ہیں کہ:

"جو کوئی ابتدائے جوانی میں شادی کر لیتا ہے تو شیطان چلاّتا ہے کہ فریاد ہے، فریاد ہے، اس نے اپنا دو تہائی دین مجھ سے بچا لیا"۔

یعنی جلد شادی اُنہیں گناہوں سے بچا کر نیکی اور سعادت کی راہ پر لگائے گی جو اصلاً تربیتِ اولاد کا ہدف و مقصد ہے۔

قیامت میں ان بے جا رسم و رواج کے اسیر والدین سے، شادیوں میں تاخیر کرنے والے لڑکے اور لڑکیوں سے اور اُن لوگوں سے جو نوجوانوں کی شادی کرانے کے اسباب فراہم کر سکتے تھے لیکن انہوں نے بخل سے کام لیا ان تمام افراد سے قیامت میں جواب طلب کئے جائیں گے کیونکہ جس گھر میں بھی غیر شادی شدہ لڑکے اور لڑکیاں کنوارے بیٹھے ہوں وہ گھر کبھی خرابیوں اور فساد سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

☆ بچے کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہو جائیں گھر کے سرپرست پر واجب ہے کہ وہ تمام زندگی اُنہیں خدا کی اطاعت کی طرف دعوت دیتا رہے۔

لیکن اسطرح کہ اسکا قبول کرنا گھر والوں کے لئے دشوار نہ ہو یعنی پیار و محبت سے، خندہ پیشانی کے ساتھ۔

نو جوانوں کو مسجد و امام بارگاہ ساتھ لے کر جائیں، اُنہیں دعائیں دیں، اُن کا شکریہ ادا کریں اُنہیں کسی اچھے عالمِ دین سے ٹیوشن پڑھوائیں۔ اپنی جوان اولاد سے مشورہ لیں، اُن سے محبت کا سلوک کریں انہیں گلے لگائیں، پیار کریں اور کہیں کہ بیٹا جب تک اللہ نے مجھے زندگی دی ہے تمہارے کام آؤں گا، میرا سب کچھ تمہارا ہی ہے اگر کچھ نہ کر سکا تب بھی دو رکعت نماز پڑھ کر تمہارے لئے دُعا ضرور کروں گا۔

یہ رویّہ اکھڑّ اور نافرمان اولاد کو بھی راہِ راست پر لاسکتا ہے۔

☆ باپ کو چاہئے کہ بچے جیسے جیسے بڑے ہوتے جائیں باپ اپنا رعب کم کرتا جائے اور بالغ ہونے کے بعد دوستانہ رویّہ اختیار کرے حد سے زیادہ رعب جمانے کی فکر نہ کرے۔

☆ جوان اولاد کے ساتھ بلند آواز میں یا چیخ چیخ کر اسے ڈانٹنا نامناسب ہے جو مزید اولاد کی نافرمانی کا باعث بنے گا۔

☆ وہ بچے جو اپنے والدین سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں وہ بڑے ہو کر بزدل ترین بن جاتے ہیں۔

☆ جوانوں کو کسی کتاب کے ذریعے یا کسی عالمِ دین یا ٹیوٹر کے ذریعے والدین کی نافرمانی اور اُنہیں اذیت پہنچانے کے خطرناک نتائج اور دنیاوی و اُخروی نقصانات کے متعلق ضرور بتایا جائے تاکہ وہ والدین سے بدسلوکی و نافرمانی کرتے ہوئے ڈریں۔

☆ گھروں میں نوجوانوں کے منفی جذبات کو اُبھارنے والی تمام چیزوں مثلاً فحش رسالے، میگزین، اخلاق خراب کرنے والی کتابوں کو دور کریں۔ T.v اور انٹرنیٹ کے نقصانات سے آگاہی عالمِ دین کی تقریر کے ذریعے، کسی سیمینار کے ذریعے یا group discussions کے ذریعے سمجھائیں تاکہ نوجوان ان ایجادات کے مفاسد سے آگاہ ہو کر خود کو بچا سکیں۔

☆ جلد بازی سے کام لینا شیطانی عادت ہے۔۔

(رسولِ خدا۔ صحیفۂ پنجتنؑ)

☆ ماں باپ نوجوانوں کے دوستوں اور ملنے جلنے والوں پر بھی نگاہ رکھیں اور خود یا اولاد کے کسی اچھے دوست کے ذریعے اس کے دیگر دوستوں کی غیر محسوس انداز میں معلومات کرتے رہیں۔

☆ نوجوانوں کو غلط عقائد و نظریات رکھنے والوں کے متعلق گاہے بگاہے آگاہ کرتے رہیں تا کہ وہ ایسے افراد سے پہلے ہی سے خبردار رہیں۔

☆ والدین کوشش کریں کہ اپنے گھر ایک درس یا مجلس کا ہفتہ وار یا پندرہ روزہ پروگرام کا اہتمام کریں تو اِس طرح گھر میں پروگرام ہونے کی وجہ سے دین سے بے پرواہ اولاد بھی اُس میں مجبوراً شریک ہو ہی جائے گی اور آہستہ آہستہ اُس میں تبدیلی رونما ہونے لگے گی۔ جب برائیوں میں اتنی طاقت ہے تو نیکیوں اور قرآن و حدیث اور اخلاقیات و مواعظ میں بھی یقیناً اِن سے زیادہ طاقت ہے کہ وہ بگڑی ہوئی اولاد کو راہِ راست پر لا سکے۔ کوشش کر کے دیکھ لیجئے انشاءاللہ آپ کو اِس طریقے کار سے مایوسی نہ ہوگی۔

☆ اولاد کے جوان ہونے پر بھی اس کے اخلاق و کردار اور عقائد کی درستگی کے لئے والدین دعائیں کرنا فراموش نہ کریں شاید وہ جوانی کی عمر کو پہنچ کر والدین کی دُعاؤں کے زیادہ محتاج ہوں۔ والدین اولاد کے لئے خدا سے دُعا کی طاقت کو کم نہ سمجھیں۔

خدا اگر اس دعا کے نتیجے میں آپ کی اولاد کی بہتری کا ارادہ کرے تو کون ہے جو اُسے اُس کے ارادے سے باز رکھ سکے۔

☆ اولاد کے بڑا ہونے پر بھی اولاد کو پانی میں زمزم ملا کر دیں اور اس دعا کو بھی ضرور پڑھیں جو زمزم پیتے وقت پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَ شِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ وَ سُقْمٍ

☆ جو شخص اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم دے۔ خدا روزِ قیامت اُس کے والدین کو عزت کا تاج پہنائے گا اور جنت کا وہ لباس عطا فرمائے گا جس کو کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ (رسولِ خدا۔ مجمع البیان۔ جلد 1)

محمد رسول اللہ — حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

آخری زمانے کی اولاد پر اُن کے والدین کی وجہ سے مصیبت ہے

لوگوں نے پوچھا مشرک والدین کی وجہ سے۔؟

آپؐ نے فرمایا نہیں، مومن والدین کی وجہ سے

جو اپنی اولاد کو دینی واجبات کے متعلق کچھ نہیں سکھاتے اور

اگر اولاد تعلیم حاصل کرنا چاہے تو انھیں منع کرتے ہیں اور

اُن کے بارے میں دنیا کی حقیر مقدار پر قناعت کرتے ہیں

میں ایسے لوگوں سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں۔۔

(مستدرک الوسائل جلد۲)